من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین
100 فقہی مسائل
حصہ دوم
مؤلف
ابوالمصطفیٰ محمد شاہد حمید قادری
نظرثانی
ابواحمد مفتی انس رضا قادری مدظلہ العالی

مفتی انس رضا قادری صاحب کا
فقہی مسائل گروپ
جس میں آپ روزمرہ کے درپیش مسائل
کا شرعی حکم پوچھ سکتے ہیں
AL RAZA QURAN O FIQH ACADEMY
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
"مَن یُرِدِاللّٰہُ بِہٖ خَیرًایُفَقِّھہُ فِی الدِّینِ"
اللہ تعالی جس کیساتھ بھلائی کاارادہ فرماتا
ھے،اسے دین کی سمجھ بوجھ عطافرمادیتاھے
(بخاری، کتاب العلم، باب من یرد اللہ، صفحہ:92حدیث:71)

فہرست

عقائد و نظریات

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سب سے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ خاتم النبیین کا کیا معنی ہے؟ — سائل: عبد الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

خاتَم النبیین کا معنی: سب سے آخری نبی، کہ آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں، قرآن وحدیث اور اجماع امت سے یہی ثابت ہے۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ ترجمہ: لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں۔ صراط الجنان میں تفسیر خازن، ج3، ص503 کے حوالے سے ہے: یعنی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نبوت آپ پر ختم ہو گئی ہے اور آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتّٰی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ (صراط الجنان، ج8، پارہ:22، الاحزاب:40، مکتبۃ المدینہ)

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "انا خاتم النبیین لانبی بعدی" "میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مزید فرمایا: "انہ سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی" "بیشک میری امت دعوت میں یا میری امت کے زمانے میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے آپ کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (جامع ترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء لا تقوم الساعۃ—کذابون، ج2، ص45، مطبوعہ کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے، لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے: من شک فی کفرہ فقد کفر کہ جس نے اس کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر۔ (فتاوی رضویہ، ج11، مسئلہ:298، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

محمد شاہد حمید قادری

24 محرم الحرام 1446ھ / 31 جولائی 2024ء

بیعت کا ثبوت

سوال: کیا بیعت کرنا درست ہے قرآن سنت کی روشنی میں واضح فرمائیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بیعت قرآن و سنت کی روشنی میں ثابت ہے۔ دورِ صحابہ سے لیکر آج تک اُمت کا اس پر عمل ہے اس کے دنیوی و اخروی فوائد و ثمرات ہیں۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ ترجمہ: بیشک جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (سورہ الفتح:10)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: "اس آیت میں حدیبیہ پر کی گئی بیعت رضوان کا ذکر کیا گیا جو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی تھی بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے، خواہ بیعتِ اسلام ہو یا بیعتِ تقویٰ، یا بیعتِ توبہ، یا بیعتِ اعمال وغیرہ۔" (صراط الجنان ج9 ص360 مکتبۃ المدینہ، ملتقطاً)

عوارف المعارف اور رسالہ قشیریہ میں ہے: "من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطٰن"، جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔
(عوارف المعارف الباب الثانی عشرۃ صفحہ 78 مطبعۃ الحسینی، -الرسالۃ القشیریۃ باب الوصیۃ للمریدین صفحہ 181)

سیدنا امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "بغیر مرشد کے میرے مجاہدات کی صورت یہ تھی۔ کہ میں صوفیاء کی کتابوں کا مطالعہ کرتا تھا۔ کچھ عرصے بعد ایک کو چھوڑ کر دوسرے طریقے کو اختیار کرتا۔ ایک عرصے میرا یہی حال رہا۔ کہ بندے کا بغیر مرشد کامل کے یہی حال ہوتا ہے۔ جبکہ مرشد کامل کا یہ فائدہ ہے، کہ وہ مرید کیلئے راستے کو مختصر کر دیتا ہے اور جو بغیر مرشد کے راہ طریقت اختیار کرتا ہے، وہ پریشان رہتا ہے اور عمر بھر مقصد نہیں پاتا۔" (حقائق عن التصوف الباب الثانی الصحبۃ ص49)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال مسلسل (یعنی آپ علیہ السلام تک مسلسل اتصال ہوگا)۔ صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اس کے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنہیں نظر نہیں وہ نزع میں، قبر میں، حشر میں اس کے فوائد دیکھیں گے۔"
(فتاوی رضویہ ج26 ص570 مسئلہ:285 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

24 جمادی الاولی 1446ھ / 27 نومبر 2024ء

سوال: کیا وسیلہ پر قرآن وحدیث کی دلیل موجود ہے، بیان فرمائیں؟ سائل: سعید علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اللہ پاک کی بارگاہ میں نیک وبزرگ ہستیوں کا وسیلہ پیش کرنے پر قرآن وحدیث میں دلائل موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (پارہ 6، سورۃ المائدہ، آیت 35)

تفسیر روح المعانی میں ہے: "و بعد ھذا کلہ انا لا اری باسا فی التوسل الی اللہ بجاہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم عند اللہ تعالیٰ حیا و میتا" ترجمہ: ان تمام دلائل کے بعد میں اللہ پاک کی بارگاہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجاہت کا وسیلہ پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، چاہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری حیات کے ساتھ جلوہ فرما ہونے کے وقت ہو یا وصال ظاہری کے بعد ہو۔ (تفسیر روح المعانی، جلد 3، صفحہ 297، تحت الآیۃ المذکورۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی تدفین کے بعد نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرماتے ہوئے اپنا اور گزشتہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا وسیلہ پیش فرمایا، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد و لقنھا حجتھا و وسع علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین" ترجمہ: اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما، اس کی حجت اسے سکھا دے اور اپنے نبی کے توسل اور مجھ سے گزشتہ انبیائے کرام کے توسل سے اس کی قبر کو وسیع فرمادے۔ بیشک تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔ (المعجم الکبیر، ج 24، ص 351، رقم الحدیث 871، مطبوعہ القاھرۃ)

جذب القلوب میں ہے: "توسل بانبیائے دیگر صلوات اللہ علیہم اجمعین بعد از وفات جائز است بسید انبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ واکملھا بطریق اولیٰ جائز باشد" ترجمہ: دیگر انبیائے کرام علیہم السلام سے بعد از وصال توسل جائز ہے، تو سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ (جذب القلوب، فارسی، صفحہ 220، مطبوعہ لکھنؤ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

24 محرم الحرام 1446ھ / 31 جولائی 2024ء

آن لائن

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

سوال: سادات کرام کی تعظیم اور محبت کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قرآن وسنت کی روشنی میں سادات کرام کی تعظیم اور محبت ضروری ہے، احادیث مبارکہ میں اس کی ترغیب موجود ہے۔ حضور صلی اللہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: "ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم ،وحب اھل بیتہ ،و قراءۃ القرآن "اپنی اولاد کو تین (اچھی) خصلتوں کی تعلیم دو (1) اپنے نبی (صلی اللہ وآلہ وسلم) کی محبت (2) اہلِ بیت کی محبت اور (3) قرآنِ پاک کی تعلیم۔ بے شک حاملینِ قرآن (یعنی قرآن پڑھنے والے) اللہ عزوجل کے نبیوں اور پسندیدہ لوگوں کے ساتھ اس کے (عرش کے) سائے میں ہوں گے کہ جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (الجامع الصغیر لسیوطی، باب الہمزہ، ص53، الحدیث:311)، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فھو لاحدی ثلاث اما منافقا واما لزنیۃ واما لغیر طھور ھذا لفظ البیھقی ، ولفظ غیرہ اما منافق واما ولد زنیۃ واما امرء حملت بہ امہ فی غیر طھر "جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں۔ یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔ یہ بیہقی کے الفاظ ہیں، دوسروں کے الفاظ یوں ہیں۔ یا منافق، ولد زنا یا اس کی ماں نے ناپاکی کی حالت میں اس کا حمل لیا۔ (شعب الایمان ج2 ص232 حدیث 1614 دارالکتب العلمیہ بیروت، الفردوس بماثور الخطاب ج3 ص626 حدیث 5955 دارالکتب العلمیہ بیروت)، فتاوی رضویہ میں ہے: "سادات کرام کی تعظیم فرض ہے۔ اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔ بلکہ علماء وانصار وعرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ بددین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جب تک ان کی بدمذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے۔" (فتاوی رضویہ ج22 ص180 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

9 صفر 1446ھ / 15 اگست 2024ء

105

مرنے کے بعد حیات

سوال: کیا مرنے کے بعد ہر شخص قبر میں زندہ ہوتا ہے یا یہ تصور انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے؟ سائل: محمد فہد رفیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عام لوگوں کے لئے مرنے کے بعد حیات یا شعور اس طرح ہوتا ہے کہ روح کے بدن سے جدا ہونے کے بعد بھی اس کا بدن سے تعلق باقی رہتا ہے جس کے سبب انعام یا سزا روح و بدن دونوں محسوس کرتے ہیں۔

منح الروض الازہر میں ہے: "(وإعادة الروح أي: ردها أو تعلقها إلى العبد أي: جسده بجميع أجزائه أو بعضها مجتمعة أو متفرقة في قبره حق، والواو لمجرد الجمعية فلا ينافي أن السؤال بعد إعادة الروح وكمال الحال)، واعلم: أن أهل الحق اتفقوا على أن الله تعالى يخلق في الميت نوع حياة في القبر قدر ما يتألم أو يتلذذ)"

(منح الروض الازہر، ص100-101، ملتقطا)

بہار شریعت میں ہے: "مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جُدا ہو گئی، مگر بدن پر جو گزرے گی رُوح ضرور اُس سے آگاہ و متاثر ہوگی، جس طرح حیات دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اُس سے زائد۔ دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہَوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارِد ہوتی ہیں، مگر راحت و لذّت روح کو پہنچتی ہے اور ان کے عکس بھی جسم ہی پر وارِد ہوتے ہیں اور کُلفت و اذیّت روح پاتی ہے، اور روح کے لیے خاص اپنی راحت و اَلم کے الگ اسباب ہیں، جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے، بعینہٖ (بالکل) یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔"

(بہار شریعت، حصہ اول، عالم برزخ کا بیان، عقیدہ:2، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

محمد شاھد حمید قادری

28 رجب 1446ھ /29 جنوری 2025ء

106

عیسی علیہ السلام کہاں نزول فرمائیں گے

سوال: کیا حضرت عیسی علیہ السلام کا نزول دمشق کی اموی مسجد میں ہو گا؟ سائل: احقر العباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد اموی دمشق کے شرقی مینارے پر نزول فرمائیں گے۔

مسلم شریف میں ہے:"إذ بعث الله المسيح ابن مريم، فينزل عند المنارة البيضاء شرق دمشق "جب اللہ پاک کے حکم سے عیسی بن مریم علیہ السلام آئیں گے، تو منارۂ شرقی دمشق پر نازل ہوں گے۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، ج2، ص401، مطبوعہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے:"حضرت مسیح (عیسی) علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شَرقی مینارہ پر نُزول فرمائیں گے، صبح کا وقت ہو گا، نمازِ فجر کے لیے اِقامت ہو چکی ہو گی، حضرت امام مَہدی کو کہ اُس جماعت میں موجود ہوں گے امامت کا حکم دیں گے، حضرت امام مَہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھائیں گے۔" (بہار شریعت، ج1، حصہ اول، ص122، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

24 رجب 1446ھ /25 جنوری 2025ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

اہل سنت وجماعت اور والجماعت میں فرق

سوال: اہلسنت وجماعت اور اہلسنت والجماعت میں کیا فرق ہے؟ سائل: محمد عثمان عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اہل سنت وجماعت کہنا درست ہے اور یہی اہلسنت کی نشانی ہے۔اهلُ السنة والجماعة بھی عربی گرائمر کے اعتبار سے درست ہے۔ حدیث پاک میں "الجماعة" کا لفظ ارشاد ہوا ہے۔ اور اہل سنت والجماعت فنی اعتبار سے درست نہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حضور علیہ السلام نے فرمایا:" إن الله لا يجمع امتي او قال امة محمد على ضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار، رواه الترمذي "اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ کا دست قدرت جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ الگ جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (مشکوۃ، کتاب الایمان، باب الاعتصام، رقم:163، ج1، ص31، مطبوعہ لاہور)

حجۃ اللہ البالغہ میں اہل سنت وجماعت کی تعریف میں لکھا ہے:" الفرقة الناجية (أي: أهل السنة والجماعة) هم الآخذون في العقيدة والعمل جميعا بما ظهر من الكتاب والسنة وجرى عليه جمهور الصحابة والتابعين "یعنی اہل سنت وجماعت وہ لوگ ہیں جو عقائد واعمال میں قرآن وسنت کی پیروی کرتے ہیں اور انہی عقائد واعمال پر تمام صحابہ وتابعین کا بھی عمل رہا۔

(حجۃ اللہ البالغہ، حصہ اول، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص171، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے:" حدیث شریف میں ہے۔(یعنی میری) "یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنمی "صحابہ نے عرض کی: مَنْ هُمْ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) "وہ ناجی (نجات پانے والا) فرقہ کون ہے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)"۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا" مَاأَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي "وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں" (یعنی سنت کے پیروکار) دوسری روایت میں "هُمُ الجماعة "وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا جو اس سے الگ ہوا جہنم میں الگ ہوا، اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہل سنت وجماعت ہوا۔"

(بہار شریعت، حصہ اول، ص187-188، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

8جمادی الاخری 1446ھ / 11دسمبر 2024ء

وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

108

آن لائن

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

اے میرے محبوب کے غلاموں! کہنا کیسا

سوال: اے میرے محبوب کے غلاموں! یہ فقرہ کہنا کیسا ہے؟ سائل: عمیر اشرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دوران تقریر و بیان سامعین کو مخاطب کرنے کے لئے یہ جملہ بولا جاتا ہے، کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ خود کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مملوک و غلام جانے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ "ازالۃ الخفا" میں مستدرک للحاکم کی حدیث نقل کرتے ہیں، امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے صحابہ کرام کو جمع فرما کر اس مجمع کے سامنے خطبہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ذکر شریف کر کے فرمایا: "کنت عبدہ وخادمہ کالسیف المسلول بین یدیہ" یعنی میں حضور کا غلام اور خادم تھا اور حضور کے سامنے تیغ برہنہ کی طرح تھا۔

(المستدرک للحاکم، کتاب العلم خطبہ عمر بعد ماولی علی الناس، ج 1، ص 126، دار الفکر بیروت)

سیدی اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مملوک جانے، تمام عالم ہی ان کے رب عزوجل کی عطا سے ان کی ملک ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج 24، مسئلہ: 268، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

20 محرم الحرام 1446ھ / 31 جولائی 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

بزرگان دین کی بعد وصال مدد

سوال: کسی اللہ والے کا قبر میں صحیح سلامت ہونا یا زندہ ہونے تک تو بات سمجھ میں آتی ہے، لیکن جو شخص جو اپنی مرقد میں ہے، وہ کسی کی مدد کیسے کر سکتا ہے؟ جیسے المدد یاغوثِ اعظم بھی کہا جاتا ہے؟ مستند دلائل سے تفصیلی جواب عنایت فرمادیجئے؟

سائل: علی نواز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اولیاء اللہ جب بعد وصال زندہ و سلامت ہیں تو بعطاء الٰہی مدد و نصرت پر بھی قادر ہیں، جیسا کہ مفسرین و محدثین کرام نے وضاحت کی ہے۔

تفسیر صاوی میں ﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا آخَرَ﴾ کے تحت ہے: "المراد بالدعاء العبادۃ وحینئذ فلیس فی الآیۃ دلیل علی ما زعمہ الخوارج من ان الطلب من الغیر حیا او میتا شرك فانہ جھل مرکب لان سوال الغیر من حیث اجراء اللہ النفع او الضر علی یدہ قد یکون واجبا لانہ من التمسك بالاسباب ولا ینکر الاسباب الا جحود او جھول" ترجمہ: آیت میں پکارنے سے مراد عبادت کرنا ہے، لہٰذا اس آیت میں ان خارجیوں کی دلیل نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا فوت شدہ کچھ مانگنا شرک ہے، خارجیوں کی یہ بکواس جہل مرکب ہے، کیونکہ غیر خدا سے مانگنا اس طرح کہ رب ان کے ذریعے سے نفع و نقصان دے، کبھی واجب بھی ہوتا ہے کہ یہ طلب اسباب ہے اور اسباب کا انکار نہ کرے گا مگر منکر یا جاہل۔ (تفسیر صاوی، جلد4، صفحہ1550، مطبوعہ لاہور)

لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں ہے: "حضرت سیدی محمد شمس الدین حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے "من کانت حاجۃ فلیأت الی قبری و یطلب حاجتہ اقضھا لہ فان ما بینی وبینکم غیر ذراع من تراب وکل رجل یحجبہ عن اصحبہ ذراع من تراب فلیس برجل" یعنی: جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے میں رَوا فرمادوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے، وہ مرد کاہے کا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ سیدنا و مولنا شمس الدین الحنفی، جلد2، صفحہ96، مصر)

شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یارسول اللہ، یاعلی، یاشیخ عبد القادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟: "فاجاب بما نصہ ان الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والعلماء الصالحین جائزۃ وللانبیاء والرسل والاولیاء والصالحین اغاثۃ بعد موتھم "انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔ (فتاوی رملی، مسائل شتی، تفضیل البشر علی الملائکہ، جلد4، صفحہ382، مکتبۃ الاسلامیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

7 جمادی الاولی 1446ھ / 10 نومبر 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

اولیاء کا علم غیب

سوال: کیاماکان ومایکون کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو ہو سکتا ہے؟ سائل: عمر علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

اللہ پاک کی عطا سے حضور علیہ السلام کو ماکان ومایکون کا علم ہے، آپ کے توسل سے اللہ پاک اولیاء میں سے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ تفسیر صاوی میں ہے: "﴿وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾ أي: من حيث ذاتها، وأمّا بإعلام الله للعبد فلا مانع منه كالأنبياء وبعض الأولياء، ۔فتكون معجزة للنبي و كرامة للولي" (صاوي، لقمان، الآية:34، ج5، ص1607)

تفسیرات احمدیہ میں ہے: "ولك أن تقول إنّ علم هذه الخمسة وإن كان لا يعلمه إلاّ الله، لكن يجوز أن يعلمها من يشاء من محبّه وأولياءه بقرينة قوله تعالى: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ على أن يكون الخبير بمعنى المخبر" (لقمان:34، ص608-609)

إرشاد الساري میں ہے: "ولا يعلم متى تقوم الساعة أحد، إلاّ الله إلاّ من ارتضى من رسول فإنّه يطلعه على ما يشاء من غيبه والولي التابع له يأخذ عنه" (إرشاد الساري، کتاب تفسیر القرآن، تحت الحدیث:4697، ج10، ص369)

تفسیر صراط الجنان میں ہے: "خلاصہ یہ کہ ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاءِ کرام علیہم السلام، اور اولیاءِ عظام علیہم الرحمہ کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے معجزہ اور کرامت کے طور پر عطا ہوتا ہے، یہ اس اختصاص کے مُنافی نہیں جو آیت میں بیان ہوا بلکہ اس پر کثیر آیتیں اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا ان اُمور کی خبریں اَنبیاءِ کرام علیہم السلام اور اَولیاءِ عظام علیہم الرحمہ نے بکثرت دی ہیں اور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔" (صراط الجنان، سورہ لقمان:34، ج7، ص522، مکتبۃ المدینہ)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "عُلومِ غیبیہ ان (اولیاء کرام) پر منکشف ہوتے ہیں، ان میں بہت کو مَاکَانَ وَمَایَکُوْن اور تمام لوحِ محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں، مگر یہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ وعطا سے، بے وِساطتِ رسول کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مطّلع نہیں ہو سکتا۔" (بہار شریعت، حصہ اول، ولایت کا بیان، مسئلہ:4، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

26 جمادی الاولی 1446ھ/29 نومبر 2024ء

سوال: بدمذہبوں سے تعلقات رکھنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بدمذہبوں کے پاس اُٹھنا، بیٹھنا، ان کے ساتھ کھانا، پینا، بیمار ہوں تو عیادت کرنا، مرجائیں تو جنازہ پڑھنا وغیرہ تعلقات رکھنا منع ہے۔ بلکہ بدمذہبوں و بے دینوں سے قطع تعلق فرض وضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ٥ اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (الانعام:68)

تفسیرات احمدیہ میں ہے ظالموں سے مراد کافر مبتدع اور فاسق سب ہیں، "والقعود مع کلھم ممتنع" یعنی ان سب کے پاس بیٹھنا منع ہے۔ (التفسرات الاحمدیہ، پ7، الانعام:68، ص388، مطبوعہ پشاور)

حدیث پاک میں ہے: "إن مرضوا فلا تعودوھم وإن ماتوا فلا تشھدوھم"(1)، "لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تؤاکلوھم ولا تناکحوھم"(2)، وفی روایۃ "لا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم"(3) یعنی مبتدع (بدمذ لوگ) لوگ بیمار پڑیں تو ان کو پوچھنے کو نہ جاؤ اور اگر مرجائیں تو ان کے جنازے پر نہ جاؤ اور ان کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ کھانا پینا، شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ (1): کشف الخفاء، الجزء الاول، ص391، رقم الحدیث:1439، (2): کتاب الضعفاء، باب الالف، رقم الحدیث:154، الجزء الاول، ص144، (3): العلل المتناھیۃ، کتاب السنۃ والبدع، باب ذم الرافضۃ، الجزء الاول، ص 128)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "ان (بے دینوں) سے ہر قسم کا قطع تعلق فرض ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج14، ص594، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

محمد شاہد حمید قادری

18 رجب 1446ھ /19 جنوری 2025ء

سر کی آنکھوں سے دیدار

سوال: نبی پاک علیہ السلام نے سر کی آنکھوں سے اللہ پاک کا دیدار کیا اس کا کیا مطلب ہے؟

سائل: کاشف علوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے معراج کی رات سر کی آنکھوں سے یعنی جاگتے ہوئے اللہ پاک کا دیدار کیا۔ یہی جمہور علماء اُمّت کا قول ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "رایت ربی تبارك و تعالی "ترجمہ: میں نے اپنے رب تبارک وتعالی کا دیدار کیا۔ (مسند احمد بن حنبل، ج1، ص611، حدیث:2580)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: "رای محمد ربہ "ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ (ترمذی، ج5، ص185، حدیث:3290)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "والاشہر عنہ انہ رای ربہ بعینہ "حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مشہور قول کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر کی آنکھوں سے رب کریم کا دیدار کیا۔ (الشفاء، ج1، ص196)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

محمد شاھد حمید قادری

28 رجب 1446ھ /29 جنوری 2025ء

وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قدم مبارک

سوال: غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فرمان: "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ "یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔ اس سے کس دور کے اولیاء مراد ہیں؟ اور کیا حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے کبھی اس طرح فرمایا فرمایا ہے؟

سائل: سید شفیع محمد جیلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ امام حسن عسکری رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے امام مہدی رضی اللہ عنہ تک کے تمام اولیاء کرام کے سردار اور ان سب کی گردنوں پر غوث پاک رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا قدم مبارک ہے۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے اس طرح کا کلام کسی معتبر کتاب میں پڑھا یا علماء کرام سے سنا نہیں۔

امام نور الدین شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بصری علیہ الرحمۃ کا قول نقل فرماتے ہیں: "لما امر الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ ان یقول: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ، رایت الاولیاء فی المشرق و المغرب واضعین رؤوسھم تواضعا له الا رجلا بارض العجم فانه لم یفعل فتواری عنه حاله "ترجمہ: جب شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کو یہ کہنے کا حکم دیا گیا کہ میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے، تو میں نے مشرق و مغرب کے اولیاء کو دیکھا کہ انہوں نے حضور غوث پاک کے لیے عاجزی کرتے ہوئے اپنے سروں کو جھکا دیا مگر عجم کی سرزمین پر ایک مرد تھا، تو اس نے ایسا نہ کیا، تو اس کا سارا حال اس سے غائب ہو گیا۔ (بھجۃ الاسرار و معدن الانوار، ذکر اخبار المشائخ عنہ بذالک، ص30، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "ہمارے حضور (یعنی غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم) امام حسن عسکری رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد سے سیّدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ کی تشریف آوری تک تمام عالم کے غوث اور سب غوثوں کے غوث اور سب اولیاء اللہ کے سردار ہیں اور ان سب کی گردن پر ان کا قدم پاک ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج26، مسئلہ: 272، ص559، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

22 جمادی الاولی 1446ھ / 25 نومبر 2024ء

گیارہویں مستحب عمل ونذر عرفی ہے

سوال: گیارہویں کی کیا نوعیت ہے؟ کیا یہ لازم ہے؟ کیا اس پر ثواب ملے گا؟ اور کیا یہ غیر اللہ کے لئے نذر نہیں؟

سائل: عبد اللہ عمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

گیارہویں شریف مستحب عمل ہے، مباح کام اچھی نیت سے ہو تو ثواب ملتا ہے تو مستحب پر اللہ کی رحمت سے ثواب کی امید قوی ہے۔ یہ لازم نہیں، جو کہے غلطی پر ہے۔ رہی نذر تو یہ عرفی ہے جو اولیاء کرام کی بارگاہ میں ثواب نذر کرنے کے لئے ہوتی ہے، اس میں حرج نہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "گیارہویں شریف اپنے مرتبہ فردیت میں مستحب ہے اور مرتبہ اطلاق میں کہ ایصال ثواب ہے، سنت ہے اور سنت سے مراد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ سنت قولیہ مستحبہ ہے، سنیوں میں کوئی اسے خاص گیارہویں تاریخ ہونا شرعاً واجب نہیں جانتا اور جو جانے محض غلطی پر ہے۔ ایصال ثواب ہر دن ممکن ہے اور کسی خصوصیت کے سبب ایک تاریخ کا التزام، جبکہ اسے شرعاً واجب نہ جانے، مضائقہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر کو نفلی روزہ رکھتے، کیا اتوار یا منگل کو رکھتے، تو نہ ہوتا؟ یا اس سے یہ سمجھا گیا کہ معاذاللہ! حضور نے پیر کا روزہ واجب سمجھا؟ یہی حکم تیجے اور چہلم کا ہے۔" ایک اور مقام پر ہے: "اولیاء کے لئے نذر عرفی صدہا (سالہا) سال سے مومنین وصالحین میں معمولی ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 9، صفحہ 605، وج 15، مسئلہ: 34، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "اولیاء اللہ کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے اسے نذر (عرفی اور) لغوی کہتے ہیں اس کا معنی نذرانہ ہے جیسے کوئی شاگرد اپنے استاد سے کہے کہ یہ آپ کی نذر ہے یہ بالکل جائز ہے یہ بندوں کی ہو سکتی ہے مگر اس کا پورا کرنا شرعاً واجب نہیں مثلاً گیارہویں شریف کی نذر اور فاتحہ بزرگان دین وغیرہ۔" (سعید الحق مع جاء الحق، ص 615، مکتبہ غوثیہ کراچی)

تفسیرات احمدیہ میں ہے: "ومن ھھنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ھو رسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیراللہ وقت الذبح وان کانوا ینذرونھا" (تفسیرات احمدیہ، تحت آیۃ وما اھل بہ لغیر اللہ، ص 45، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

29 رجب 1446ھ / 30 جنوری 2025ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

میت جہاں بھی ہو سوالات قبر ہوں گے

سوال: جن لوگوں کو موت کے بعد قبر نصیب نہیں ہوتی کیا ان سے بھی منکر نکیر سوالات کریں گے؟

سائل: محمد مقبول عالم فیروزی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

میت جس حالت میں ہو اور جہاں بھی ہو اس سے سوالات قبر ہوں گے، اُسے ثواب یا عذاب پہنچے گا، اگرچہ ڈوب گیا یا جل گیا یا کوئی درندہ کھا گیا وغیرہ۔ اور یہ سوال و جواب رُوح و جسم دونوں سے ہوں گے۔

بہار شریعت میں ہے: "مردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا، غرض کہیں ہو اُس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا، یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال و ثواب و عذاب جو کچھ ہو پہنچے گا۔" (بہار شریعت، حصہ 1، عالمِ برزخ کا بیان، عقیدہ 10، مکتبۃ المدینہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "سوالِ نکیرین (یعنی منکر نکیر کا سوال کرنا) رُوح و بدن دونوں سے ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج9، ص851، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

28 جمادی الاخری 1446ھ / 31 دسمبر 2024ء

116

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

بچے کی قبر پر اذان

سوال: بچے کی قبر پر اذان دی جائے یا نہیں؟ سائل: علی اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

بچہ اگرچہ مکلف نہیں اور اس پر حساب و کتاب بھی نہیں، مگر اس کی قبر پر بھی اذان دی جائے تا کہ اسے بھی اذان کی برکات حاصل ہوں۔ کیونکہ اذان اللہ کریم جل جلالہ کے پاک ذکر پر مشتمل ہے اور اس سے وحشت دور ہوتی ہے۔ اور مزید یہ کہ اذان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک ذکر ہے اور نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے تو آپ علیہ السلام نیکوں بلکہ انبیاء علیہم السلام کے بھی سردار ہیں ان کے ذکر پر بھی عظیم رحمتوں کے نزول کی امید ہے۔

مدارج النبوت میں ہے، ابو نعیم (وابن عساکر) نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی: "نزل آدم بالھند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان "یعنی حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان میں اُترے اور آپ کو وحشت ہوئی تو جبریل آئے اور اذان دی۔ (مدارج النبوت مترجم، ج1، باب سوم، ص132، ممتاز اکیڈمی لاہور)

امام سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ "یعنی صالحین (نیکوں) کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ (تاریخ بغداد، ج3، ص249، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

16 جمادی الاخری 1446ھ / 19 دسمبر 2024ء

طہارت

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

اِستبرا کا حکم

سوال: بعض اوقات چھوٹے پیشاب کا قطرہ اٹک جاتا ہے اور باہر کھڑے لوگ بھی انتظار میں ہوتے ہیں، ایسے موقعے پر کیا کیا جائے؟

سائل: محمد امجد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

چھوٹے پیشاب کے بعد جسے شک ہو کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا ہے، تو اس پر اِستبرا یعنی پیشاب کرنے کے بعد ایسا کام کرنا واجب ہے کہ اگر قطرہ رُکا ہو تو نکل آئے۔ استبرا کی مختلف صورتیں ہیں، ٹہلنے یا زمین پر زور سے پاؤں مارنے یا دہنے پاؤں کو بائیں اور بائیں کو دہنے پر رکھ کر زور کرنے یا بلندی سے نیچے اترنے یا نیچے سے بلندی پر چڑھنے یا کھنکارنے سے استبرا ہوتا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ جب کسی عمل سے اطمینان و یقین ہو جائے اب کوئی قطرہ نہیں آئے گا اس وقت استنجا کرلے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "والاستبراء واجب حتی یستقر قلبه علی انقطاع العود كذا فی الظهيرة قال بعضهم يستنجی بعد ما يخطو خطوات وقال بعضهم يركض برجله علی الارض ويتنحنح ويلف رجله اليمنی علی اليسری وينزل من الصعود الی الهبوط والصحيح ان طباع الناس مختلفة فمتی وقع فی قلبه انه تم استفراغ ما فی السبيل يستنجی هكذا فی شرح منية المصلی لابن امير الحاج والمضمرات۔"

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ و أحکامھا، الفصل الثالث، ج 1، ص 49، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "پیشاب کے بعد جس کو یہ احتمال ہے کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا یا پھر آئے گا، اس پر اِستبرا (یعنی پیشاب کرنے کے بعد ایسا کام کرنا کہ اگر قطرہ رُکا ہو تو گر جائے) واجب ہے، استبرا ٹہلنے سے ہوتا ہے یا زمین پر زور سے پاؤں مارنے یا دہنے پاؤں کو بائیں اور بائیں کو دہنے پر رکھ کر زور کرنے یا بلندی سے نیچے اترنے یا نیچے سے بلندی پر چڑھنے یا کھنکارنے یا بائیں کروٹ پر لیٹنے سے ہوتا ہے اور استبرا اس وقت تک کرے کہ دل کو اطمینان ہو جائے، ٹہلنے کی مقدار بعض علماء نے چالیس قدم رکھی مگر صحیح یہ ہے کہ جتنے میں اطمینان ہو جائے اور یہ استبرا کا حکم مردوں کے لیے ہے، عورت بعد فارغ ہونے کے تھوڑی دیر وقفہ کر کے طہارت کرلے۔" (بہار شریعت حصہ دوم استنجا کا بیان مسئلہ 24: مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

6 جمادی الاخری 1446ھ / 9 دسمبر 2024ء

118

ٹینکی میں چھپکلی مر گئی تو۔۔۔

سوال: پانی کی ٹینکی میں چھپکلی گر کر مر گئی اس کا آدھا حصہ پانی کے اندر اور آدھا حصہ باہر تھا اب اس پانی سے کپڑے دھو سکتے ہیں، کپڑے ناپاک تو نہیں ہوں گے؟

سائل: محمد غیاث انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

چھپکلی کا خون نجاست غلیظہ ہے۔ لہذا جب چھپکلی ٹینکی میں گر کر مر گئی ااور آدھا حصہ پانی میں ہی ہے تو پانی ناپاک ہو جائے گا اس پانی سے کپڑے نہیں دھو سکتے اگر اس پانی سے کپڑے دھوئے تو پاک نہیں ہوں گے۔

بہار شریت میں ہے: "چھپکلی یا گرگٹ کا خون نَجاستِ غلیظہ ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ دوم، نَجاستوں کے متعلق احکام، مسئلہ: 13، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

18 شعبان 1446ھ / 17 فروری 2025ء

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: منی، ودی، مذی اگر شلوار پر درہم سے کم لگی ہو تو کیا نماز ہو جائے گی، اور نماز پڑھنے کے بعد یاد آیا تو کیا نماز دہرانی ہو گی؟ سائل: مصطفی قریشی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اگر نجاست غلیظہ درہم سے کم لگی ہے تو کپڑا پاک کرنا سنّت ہے، بغیر پاک کیئے نماز پڑھی تو ہو گئی مگر خلافِ سنّت ہوئی اور اس کا اِعادہ یعنی دہرانا بہتر ہے۔

الدر المختار میں ہے: "وعفا الشارع عن قدر درھم وان کرہ تحریما، فیجب غسلہ، ومادونہ تنزیھا فیسن، وفوقہ مبطل، " (الدر المختار ورد المحتار، کتاب الطھارۃ، باب الأنجاس، ج 1، ص 316، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غُسل یا وُضو واجب ہو نَجاستِ غلیظہ ہے، جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، بھر مونھ قے، حَیض ونِفاس و اِستحاضہ کا خون، مَنی، مَذی، وَدی۔ نَجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زِیادہ لگ جائے، تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہو گی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر بہ نیت اِستخفاف ہے تو کفر ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہِ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اِعادہ واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے، کہ بے پاک کیے نماز ہو گئی مگر خلافِ سنّت ہوئی اور اس کا اِعادہ بہتر ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ دوم، نجاستوں کے متعلق احکام، مسئلہ: 1، 6، مکتبۃ المدینہ، ملتقطا)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

12 جمادی الاخری 1446ھ / 15 دسمبر 2024ء

سوال: اکثر ریح (گیس) خارج ہونے کا وہم رہتا ہے تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے گا؟ سائل: امجد حسین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صرف وہم اور وسوسہ کے سبب وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ اس طرف دھیان نہ دیا جائے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ اگر آواز یا بُو محسوس ہو یعنی یقین ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان الشیطان لیاتی احدکم وھو فی صلاتہ فیاخذ بشعرۃ من دبرہ فیمدھا فیری انہ قد احدث، فلا ینصرف حتی یسمع صوتا او یجد ریحا" یعنی تم میں کوئی نماز میں ہوتا ہے اور شیطان اس کے پاس آکر اس کے پیچھے سے کوئی بال کھینچتا ہے جس سے وہ خیال کرنے لگتا ہے کہ اس کا وضو جاتا رہا، ایسا ہو تو وہ نماز سے نہ پھرے یہاں تک کہ آواز سُنے یا بو پائے۔ (الجامع الصغیر، ج 1، ص 124، رقم 2027، بیروت)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے: "حتی یسمع صوتا أی صوت ریح یخرج منہ أو یجد ریحا أی یجد رائحۃ خرجت منہ وھذا مجاز عن تیقن الحدث لأنھما سبب العلم" یعنی یہاں تک کہ آواز سنے، سے مراد خارج ہونے والی ریح کی آواز ہے، بُو پائے، سے مراد خارج ہونے والی ریح کی بُو ہے اور یہ حدث کا یقین ہونے سے مجاز ہے کیونکہ یہ دونوں (آواز و بُو) حدث کے علم کا سبب ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج 2، ص 30، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ اس حدیث مبارکہ سے ماخوذ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے۔ "جب کوئی شخص اپنے پیٹ میں کچھ محسوس کرے اور یہ یقین مشکل ہو جائے کہ اس میں سے کچھ نکلا یا نہیں یعنی ریح وغیرہ خارج ہوئی یا نہیں تو اس وقت تک مسجد سے باہر نہ آئے جب تک وہ ریح خارج ہونے (بو) کو محسوس نہ کرے یا اس کی آواز نہ سن لے۔" جیسے کسی شخص کو اپنے باوضو ہونے کا یقین ہے اور وضو ٹوٹنے میں شک ہے تو وہ باوضو مانا جائے گا۔"

(بہار شریعت، حصہ: 19، ضمیمہ، قاعدہ: 3، ص 1069، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

4 شعبان 1446 ھ / 3 فروری 2025 ء

غسل جمعہ کا حکم

سوال: کیا جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے، جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے؟ سائل: فیاض علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جمعہ کا غسل سنت ہے واجب نہیں، جیسا کہ کئی روایات سے ثابت ہے۔ جس بخاری و مسلم کی روایت میں "واجب" کا لفظ ہے تو اس کا معنی ہے ثابت، اور اگر اس کا معنی ضروری ہو تو وہ حدیث دیگر احادیث سے منسوخ ہے جن میں واجب نہ ہونے کا ذکر ہے۔

مشکوۃ میں مسند احمد، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، دارمی کے حوالے سے ہے، حضرت سمرہ ابن جندب سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من توضأ یوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل" "جو جمعہ کے دن وضو کرے تو خیر اور اچھا کیا اور جو نہائے تو نہانا بہت اچھا ہے۔ (مشکوۃ، ج 1، ص 56، رقم: 494، مطبوعہ لاہور)

مرآۃ میں ہے: "یہ حدیث جمہور علماء کی دلیل ہے کہ غسل جمعہ فرض یا واجب نہیں سنت ہے۔ اس کی تائید مسلم شریف کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ فرمایا حضور نے جو جمعہ کے دن غسل کر کے نماز کے لئے آئے، مجھ سے قریب بیٹھے، خاموشی سے خطبہ سنے تو اس کے دس دن کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اسی میں ہے: "غسل سنت پانچ ہیں: جمعہ کا، عیدین کا، احرام کے وقت، عرفہ کے دن۔" (مرآۃ، ج 1، غسل مسنون کا باب، ص 333 و 334، قادری پبلشرز لاہور)

مشکوۃ میں متفق علیہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم" "جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔ (مشکوۃ، ج 1، ص 56، رقم: 492، مطبوعہ لاہور)

مرآۃ میں ہے: "اگر واجب بمعنی ثابت ہو تو حدیث محکم ہے منسوخ نہیں اور اگر بمعنی ضروری ہے تو منسوخ ہے، جیسا کہ آئندہ آرہا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غسل جمعہ جمعہ کے دن کی وجہ سے ہے، نماز جمعہ فرض ہو یا نہ ہو۔ بہت سے علماء کا یہ بھی قول ہے۔" (مرآۃ، ج 1، غسل مسنون کا باب، ص 333، قادری پبلشرز لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

4 شعبان 1446ھ / 3 فروری 2025ء

تلاوت

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

122

آن لائن الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

بلند آواز سے تلاوت کہاں منع ہے

سوال: چند نمازی سنت و نفل ادا کر رہے ہوں اس دوران بلند آواز سے سورہ مُلک پڑھنا کیسا؟ سائل: کلیم اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کارِ ثواب یعنی ثواب کا کام ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان سے تلاوت سنتے، مگر یہ اس وقت درست ہے جب کسی کو آزمائش نہ ہو اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہے یا کوئی مریض ہو تو وہاں بلند آواز سے تلاوت کرنے کی اجازت نہیں، بلکہ آہستہ پڑھے۔

مسند احمد میں ہے، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: "دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسجد فسمع قراءۃ رجل فقال من ھذا قیل عبد اللہ بن قیس، فقال لقد اوتی ھذا من مزامیر آل داؤد" حضور پاک علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے ایک شخص کی قراءت سُنی تو آپ نے فرمایا یہ کون ہے عرض کی گئی عبد اللہ بن قیس، تو فرمایا اسے لحن داؤدی یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کی آل جیسی آواز دی گئی ہے۔ (مسند احمد، ج15، ص500، مؤسسۃ الرسالہ)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "قرآن عظیم کی تلاوت آواز سے کرنا بہتر ہے مگر نہ اتنی آواز سے کہ اپنے آپ کو تکلیف یا کسی نمازی یا ذاکر کے کام میں خلل ہو یا کسی جائز نیند سونے والے کی نیند میں خلل آئے یا کسی بیمار کو تکلیف پہنچے یا بازار یا سر ا یا عام سڑک ہو یا لوگ اپنے کام کاج میں مشغول ہیں اور کوئی سننے کے لئے حاضر نہ رہے گا ان صورتوں میں آہستہ ہی پڑھنے کا حکم ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج23، مسئلہ: 135)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

16 جمادی الاخری 1446ھ / 19 دسمبر 2024ء

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

123

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو سننا فرض ہے

سوال: شبینہ پڑھنا کیسا ہے کہ جس میں عام لوگ کی توجہ کم ہوتی ہے لوگ اپنے کام میں مصروف ہوتے ہیں اور حافظ بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قرآن پاک پڑھنا سننا یقیناً کارِ ثواب ہے، اور مروجہ شبینہ کہ بغیر حاجت کے اسپیکر لگا کر پورے محلے کو قرآن پاک سنایا جاتا ہے منع ہے، کیونکہ جب بلند آواز سے پڑھا جائے تو خاموش رہ کر سننا فرض اور ضروری ہے نہیں سنیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ اور شبینہ میں لوگ کم ہی سنتے ہیں وہ بھی درمیان میں گفتگو جاری رکھتے ہیں، لہذا یہ قرآن کریم کے آداب کے خلاف ہے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ترجمہ کنز الایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (پ9، الاعراف: 204)

فتاوی رضویہ میں ہے: "جب بلند آواز سے قرآن پاک پڑھا جائے تو حاضرین پر سننا فرض ہے جبکہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو، ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگرچہ دوسرے لوگ کام میں ہوں۔"

(فتاوی رضویہ، ج23، ص352)

اسی طرح بہار شریعت میں ہے: "شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، تراویح کا بیان، مسئلہ 42، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

28 جمادی الاخری 1446ھ / 31 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

سوال: کیا سجدہ تلاوت واجب ہونے کے لئے مکمل آیت پڑھنا ضروری ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

آیت سجدہ مکمل یا حرف سجدہ سمیت اکثر تلاوت کی، اسی طرح حرف سجدہ سمیت اس سے پہلے اور بعد کا ایک ایک کلمہ پڑھا تو ان صورتوں میں سجدہ تلاوت واجب ہو گیا۔

الدر المختار اور اس کے تحت رد المحتار میں ہے: "یجب بسبب تلاوۃ آیۃ او اکثرھا مع حرف السجدۃ ـــ والصحیح انہ اذا قرء حرف السجدۃ وقبلہ کلمۃ او بعدہ کلمۃ وجب السجود والا فلا" یعنی حرف سجدہ سمیت مکمل یا اکثر آیت سجدہ تلاوت کرنے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے ۔۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ جب حرف سجدہ اور اس کے ماقبل ومابعد ایک ایک کلمہ کی تلاوت کی تو سجدہ تلاوت واجب ہو اور نہ نہیں۔ (در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج2، ص103، دار الفکر بیروت)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری ہے لیکن بعض عُلَمائے مُتاَخّرِین کے نزدیک وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادّہ پایا جاتا ہے اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے لہٰذا اِحتیاط یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں سجدۂ تلاوت کیا جائے۔" (فتاوی رضویہ، ج8، ص223-233، ملخصاً)

بہار شریعت میں ہے: "آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سُن سکے، سننے والے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد سنی ہو بلا قصد سُننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔" (بہار شریعت ج1 حصہ 4 سجدہ تلاوت کا بیان مسئلہ: 2-3 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

محمد شاہد حمید قادری

23 محرم الحرام 1446ھ / 30 جولائی 2024ء

وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

125

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سجدۂ تلاوت کا طریقہ

سوال: سجدۂ تلاوت کا طریقہ بیان فرمائیں؟ سائل: محمد عمران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر بغیر ہاتھ اُٹھائے اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم از کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، سجدہ تلاوت میں نہ تشہد ہے اور نہ ہی سلام۔ شروع اور آخر میں دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب ہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "وسننتها التكبير ابتداء وانتهاء كذا في محيط السرخسي هو الظاهر كذا في التبيين فاذا اراد السجود كبر ولا يرفع يديه وسجد ثم كبر ورفع راسه ولا تشهد عليه ولا سلام كذا في الهداية ويقول في سجوده سبحان ربي الاعلى ثلاثا ولا ينقص عن الثلاث كما في المكتوبة كذا في الخلاصة،"

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج1، ص135، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب۔"

(بہار شریعت سجدۂ تلاوت کا بیان حصہ 4 مسئلہ 22 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

12 جمادی الاولی 1446ھ / 15 نومبر 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

شبینہ کا حکم

سوال: شبینہ پڑھنا کیسا ہے کہ جس میں عام لوگ کی توجہ کم ہوتی ہے لوگ اپنے کام میں مصروف ہوتے ہیں اور حافظ بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قرآن پاک پڑھنا، سننا یقیناً کارِ ثواب ہے، اور مروجہ شبینہ کہ بغیر حاجت کے اسپیکر لگا کر پورے محلے کو قرآن پاک سنایا جاتا ہے منع ہے، جب بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو سننے کے لئے حاضر لوگوں پر خاموش رہ کر سننا فرض اور ضروری ہے، نہیں سنیں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ اور جو موجود نہیں انہیں زبردستی سنانا منع ہے، شبینہ میں لوگ کم ہی سنتے ہیں، درمیان میں گفتگو بھی جاری رہتی ہے، لہٰذا یہ قرآن کریم کے آداب کے خلاف ہے۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ترجمہ کنز الایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔ (پ9، الاعراف :204)

فتاوی رضویہ میں ہے: "جب بلند آواز سے قرآن پاک پڑھا جائے تو حاضرین پر سننا فرض ہے جبکہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو، ورنہ ایک کا سننا کافی ہے اگرچہ دوسرے لوگ کام میں ہوں۔"

(فتاوی رضویہ، ج23، ص352)

بہار شریعت میں ہے: "شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، تراویح کا بیان، مسئلہ :42، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

28 جمادی الاخری 1446ھ / 31 دسمبر 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

نابالغ سے آیت سجدہ سننے کے سبب سجدہ تلاوت

سوال: کیانابالغ سے آیت سجدہ سننے کے سبب سجدہ تلات واجب ہو گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر مسلمان عاقل بالغ نے نابالغ سے آیت سجدہ سُنی تو سجدہ تلاوت واجب ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "ولو سمع منھم مسلم عاقل بالغ تجب علیہ لسماعہ " اور اگر ان (یعنی کافر مجنون بچے اور حیض و نفاس والی عورت) سے مسلمان عاقل بالغ نے آیت سجدہ سُنی تو سجدہ تلاوت واجب ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر فی سجود التلاوۃ، ج1، ص132، دارالفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "اور مسلمان عاقل بالغ اہل نماز (یعنی جسے ادایا قضا کا حکم ہو، اس) نے ان (یعنی کافر یا مجنون یانابالغ یا حیض و نفاس والی عورت) سے (آیت سجدہ) سُنی تو اس پر واجب ہو گیا۔"

(بہار شریعت، ج1، حصہ 4، سجدہ تلاوت کا بیان، مسئلہ :12، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

محمد شاہد حمید قادری

23 محرم الحرام 1446ھ / 30 جولائی 2024ء

نماز

وعلی آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: اکیلے نماز کے دوران پہلی رکعت میں ثنا کے بعد بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اور کیا سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں؟

سائل: ملک سیفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

ثنا کے بعد سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور فاتحہ کے بعد اگر سورت شروع کی تو بسم اللہ پڑھنا اچھا ہے۔ مگر یہ مقتدی کیلئے سنت نہیں، امام اور منفرد پڑھے گا۔ ہاں مسبوق جب اپنی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو تو تعوذ و تسمیہ پڑھ لے۔

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے:" وتسن التسمیۃ اول کل رکعۃ قبل الفاتحۃ لانہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یفتتح صلاتہ ببسم اللہ الرحمن الرحیم۔"

(طحطاوی علی مراقی، کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان سننہا، صفحہ 260 دار الکتب العلمیہ)

بہار شریعت میں ہے:" تعوذ صرف پہلی رکعت میں ہے اور تسمیہ ہر رکعت کے اوّل میں مسنون ہے فاتحہ کے بعد اگر اوّل سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحسن ہے، قراءت خواہ سری ہو یا جہری، مگر بسم اللہ بہر حال آہستہ پڑھی جائے۔ نماز میں اعوذ و بسم اللہ قراءت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قراءت نہیں، لہٰذا تعوذ و تسمیہ بھی ان کے لیے مسنون نہیں، ہاں جس مقتدی کی کوئی رکعت جاتی رہی ہو تو جب وہ اپنی باقی رکعت پڑھے، اس وقت ان دونوں کو پڑھے۔"

(بہار شریعت حصہ 3 نماز پڑھنے کا طریقہ مسئلہ: 78و77 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

26 جمادی الاولی 1446ھ / 29 نومبر 2024ء

129

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی
آن لائن

امام کا محراب میں کھڑا ہونا

سوال: امام محراب میں ہو اور مقتدی مسجد کی پہلی صف میں تو اس صورت میں امامت جائز ہو گی یا نہیں؟
سائل: قاری دوست محمد گجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

امام کے قدم محراب سے باہر اور سجدہ محراب میں ہو تو کوئی حرج نہیں اگر قدم بھی محراب میں ہوں تو کراہت ہے۔ اور اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔ بہر حال امامت درست ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "ویکرہ قیام الامام وحدہ فی الطاق وھو المحراب ولایکرہ سجودہ فیہ اذا کان قائما خارج المحراب ھکذا فی التبیین واذا ضاق المسجد بمن خلف الامام فلاباس بان یقوم فی الطاق کذا فی الفتاوی البرھانیہ " (الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السابع فیما یفسد الصلاۃ، الفصل الثاني، ج1، ص108 دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اور اگر باہر کھڑا ہوا سجدہ محراب میں کیا یا وہ تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔" (بہار شریعت مکروہات کا بیان حصہ 3 مسئلہ :66 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

14 جمادی الاولی 1446ھ / 17 نومبر 2024ء

سوال: اگر سلام پھیرے بغیر سجدہ سہو کر لیا تو کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سجدہ سہو کا طریقہ تو یہ ہے کہ داہنی جانب سلام پھیر کر دو سجدے کرے اگر سلام پھیرے بغیر ہی سجدہ سہو کر لیا تو بھی درست ہے، مگر مکروہ تنزیہی ہے۔

الدر المختار میں ہے: "یجب بعد سلام واحد عن یمینہ فقط۔ ولو سجد قبل السلام جاز و کرہ تنزیھا" ترجمہ: سجدہ سہو واجب ہے صرف داہنی جانب سلام پھیرنے کے بعد۔ اور اگر سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کر لیا تو جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج2، ص78، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔ اگر بغیر سلام پھیرے سجدے کر لیے کافی ہیں مگر ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔" (بہار شریعت، حصہ 4، سجدۂ سہو کا بیان، ص 708، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

کتبہ

محمد شاھد حمید قادری

25 رجب 1446ھ / 26 جنوری 2025ء

131

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

چار رکعت سنت فاسد ہونے کا حکم

سوال: اگر چار سنت مؤکدہ نماز شروع کی پھر فاسد ہو گئی تو کیا حکم ہے؟ سائل: ملک وسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سنت مؤکدہ یا منت کی نماز اگر چار رکعت ہو تو فاسد ہونے، توڑنے سے چار رکعت کی قضا کرے گا۔ چاہے پہلے شفع یعنی پہلی دو رکعت میں توڑی ہو یا آخری دو رکعات میں۔ کیونکہ یہ نماز ایک سلام کے ساتھ ہی مشروع ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر چار رکعت فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت کی اور نماز توڑی تو چار کی قضا واجب ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "قال في شرح المنية: اما اذا شرع في الاربع التي قبل الظهر وقبل الجمعة او بعدها ثم قطع في الشفع الاول او الثاني يلزمه قضاء الاربع باتفاق لانها لم تشرع الا بتسليمة واحدة،"
(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص31، دارالفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "سنت مؤکدہ اور منت کی نماز اگر چار رکعتی ہو تو توڑنے سے چار کی قضا دے۔ یوہیں اگر چار رکعتی فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت باندھی اور توڑ دی تو چار کی قضا واجب ہے۔ پہلے شفع میں توڑی یا دوسرے میں۔" (بہار شریعت، حصہ 4، سنن نوافل کا بیان، مسئلہ: 36، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
محمد شاہد حمید قادری
6 جمادی الاخری 1446ھ / 9 دسمبر 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: اگر رکوع و سجود میں قرآن پڑھنا تو کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر رکوع، سجود یا قیام کے علاوہ کسی رکن میں قرآن پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔ کیونکہ قیام کے علاوہ تلاوت ممنوع ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "قال المقدسی وکما لوقرء القرآن ھنا او فی الرکوع یلزمہ السھو مع انہ کلام اللہ وکما لوذکر التشھد فی القیام مع انہ توحید اللہ تعالی۔"

(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج2، ص81، دار الفکر بیروت)

سیدی اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "اور قیام کے سوا رکوع و سجود و قعود کسی جگہ بسم اللہ پڑھنا جائز نہیں کہ وہ آیہ قرآنی ہے اور نماز میں قیام کے سوا کسی جگہ کوئی آیت پڑھنی ممنوع ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج6، ص350، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

بہار شریعت میں ہے: "بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ و رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔" (بہار شریعت، حصہ 4، سجدہ سہو کا بیان، مسئلہ:30، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

20 جمادی الاخری 1446ھ / 23 دسمبر 2024ء

سنت چھوٹنے کے سبب سجدہ سہو

سوال: سنت یا اُٹھنے، بیٹھنے کی تکبیرات رہ گئی ہوں تو کیا سجدہ سہو واجب ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سنت جیسے ثناو تعوذ اور تکبیرات انتقالات وغیرہ بھول کر یا قصداً چھوٹنے کے سبب سجدہ سہو واجب نہیں بلکہ نماز درست ہے۔ ہاں دوبارہ پڑھ لے تو بہتر ہے۔

در مختار و ردالمحتار میں ہے: "ویجب – سجدتان بترک واجب سهوا --- واحترز بالواجب عن السنة کالثناء والتعوذ ونحوهما وعن الفرض" ترجمہ: اور سجدہ سہو بھولے سے واجب چھوٹنے کے سبب واجب ہوتا ہے۔ اور واجب کہہ کر سنت جیسے ثناو تعوذ وغیرہ اور فرض سے احتراز کرلیا۔

(در مختار و ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج2، ص80، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی لہٰذا پھر پڑھے اور سنن و مستحبات مثلاً تعوذ، تسمیہ، ثنا، آمین، تکبیراتِ انتقالات، تسبیحات کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں بلکہ نماز ہوگئی۔ مگر اعادہ مستحب ہے سہواً ترک کیا ہو یا قصداً۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، سجدہ سہو کا بیان، ص 709، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

محمد شاھد حمید قادری

25 رجب 1446ھ /26 جنوری 2025ء

134

آن لائن
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

سنت فجر اور نوافل میں بلند قراءت کا حکم

سوال: میں فجر کی سنت گھر پڑھتا ہوں پوچھنا یہ ہے کہ گھر میں برکت کیلئے سنت پڑھنے کے دوران کچھ اونچی آواز میں قراءت کر سکتا ہوں؟
سائل: ظفر سعید وارثی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

رات کی نفل نماز جس میں فجر کی سنتیں بھی شامل ہیں، منفرد یعنی اکیلے پڑھنے والے کو اختیار ہے کہ بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ۔ اور بلند آواز سے پڑھنا اس وقت افضل ہے جب سونے والے، مریض اور علم حاصل کرنے والے کو اذیت و تکلیف نہ ہو۔

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کانت صلوتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی شھر رمضان وغیرہ ثلث عشرۃ رکعۃ باللیل ومنھا رکعتا الفجر "آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز شب رمضان وغیرہ میں تیرہ ۱۳ رکعتیں تھیں، ان میں دو رکعات فجر کی بھی ہیں۔ (مسلم، باب صلوٰۃ اللیل، ج 1، ص 255، مطبوعہ کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے: "صلوۃ لیل ہر وہ نماز نفل کہ بعد فرض عشاء رات میں پڑھی جائے۔ یہ بیشک سنت مؤکدہ ہے کہ اس میں عشاء کی سنت بعدیہ بلکہ سنت فجر بھی داخل،" (فتاوی رضویہ، ج 7، ص 408-409، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مراقی الفلاح اور طحطاوی میں ہے: "۔ کمتنفل باللیل فانہ مخیر ویکتفی بادنی الجھر، والجھر افضل مالم یؤذ نائما ونحوہ کمریض ومن ینظر فی العلم، "جیسا کہ رات کو نفل پڑھنے والا اسے اختیار ہے بلند قراءت کرے یا آہستہ، اور زیادہ بلند قراءت نہ کرے۔ اور جہر اس کیلئے افضل ہے جبکہ سونے والے، مریض اور علم حاصل کرنے والے کو اذیت نہ ہو۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، فصل فی بیان واجب الصلاۃ، ص 254، دار الکتب العلمیہ بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار ہے اگر تنہا پڑھے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے، تو جہر واجب ہے۔" (بہار شریعت، حصہ سوم، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، مسئلہ 7: مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

7 جمادی الاخری 1446ھ / 10 دسمبر 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سنت مؤکدہ کے دوران جماعت کھڑی ہو تو کیا حکم ہے

سوال: سنت مؤکدہ پڑھتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ سائل: عبد الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر سنت مؤکدہ پڑھ رہے ہیں جیسے ظہر وجمعہ کی پہلی چار سنتیں کہ جماعت کھڑی ہو گئی تو چار رکعت مکمل کر کے پھر جماعت میں شامل ہو۔

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے:"وكذا سنة الظهر وسنة الجمعة اذا اقيمت او خطب الامام يتمها اربعا على القول الراجح لانها صلاة واحدة" اسی طرح سنت ظہر اور سنت جمعہ جب جماعت کھڑی ہو یا خطیب خطبہ دے تو راجح قول پر چار رکعت پوری کرے کیونکہ یہ واحد یعنی ایک ہی نماز ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، باب ادراک الفریضہ، ج2، ص53، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے:"جمعہ اور ظہر کی سنتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار پوری کر لے۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، منفرد کا فرضوں کی جماعت پانا، ص696، مسئلہ 8، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

26 جمادی الاخری 1446ھ/29 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ   وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سنت غیر مؤکدہ کے دوران جماعت کھڑی ہو تو کیا حکم ہے

سوال: غیر مؤکدہ سنتیں پڑھ رہا تھا، جماعت کھڑی ہو گئی۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ سائل: جاوید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سنت غیر مؤکدہ جیسے عصر وعشا کی چار سنت تو ان کا حکم نفل نماز کی طرح ہے لہذا پہلی یا دوسری رکعت ہو تو لازم ہے کہ صرف دو رکعت پڑھے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر تیسری شروع کر دی ہو تو چار پوری کر کے شامل ہونے کا حکم ہے۔

الدر المختار میں ہے: "الشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمہ رکعتین" یعنی نوافل میں شروع ہونے والا انھیں مطلقاً قطع یعنی توڑ نہیں کر سکتا بلکہ دو رکعات پوری کرے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، باب ادراک الفریضہ، ج2، ص53، دار الفکر بیروت)

سیدی اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "نفل ادا کرنے والا نمازی ثنا سے تشہد کے آخر تک جو پہلی دو رکعت میں ہے ابھی تیسری رکعت کی طرف اس نے قیام نہیں کیا تھا کہ جماعت فرض کھڑی ہو گئی تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ انھیں دو رکعات پر اکتفا کرے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔ اور جو دو رکعات باقی تھیں ان کی قضا اس کے ذمہ نہیں کیونکہ نوافل کی ہر دو رکعت الگ نماز ہے جب تک دوسرے شفع کا آغاز نہیں کیا جاتا وہ لازم نہیں ہو گا۔۔۔اور غیر مؤکدہ سنن کا حکم بھی یہی ہے مثلاً عصر اور عشاء کی پہلی سنتیں، ان کا درجہ بھی نوافل کا ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج8، ص129، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

23 جمادی الاخری 1446ھ / 26 دسمبر 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ میں فرق

سوال: سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ادا کرنے میں نیت کے علاوہ اور کیا فرق ہے۔؟ سائل: محمد اویس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ ادا کرنے میں ایک فرق یہ کہ عصر و عشا کی چار رکعت سنت غیر مؤکدہ کی دوسری رکعت میں پوری التحیات یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ تک پڑھی جائے، مزید یہ کہ تیسری رکعت میں سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ بھی پڑھے۔

الدرالمختار میں ہے: "وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ ولو نذرا لان کل شفع صلاۃ" اور سنت مؤکدہ کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل میں درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ پڑھے، اگرچہ نذر نماز ہو کیونکہ ہر دو رکعت الگ نماز ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج2، ص16، دارالفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "جو سنت مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ بھی نہ پڑھے اور ان (سنت مؤکدہ) کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَكَ بھی پڑھے، بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو ورنہ پہلا سُبْحٰنَكَ اور اَعُوْذُ کافی ہے۔" (بہار شریعت حصہ 4 سنن ونوافل کا بیان مسئلہ :24 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

22صفر1446ھ / 28اگست 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

صَلَاۃُ الاِسرار کا طریقہ

سوال: صلاۃُ الاسرار کیا ہے، اس کا طریقہ بیان فرمائیں؟ سائل: علی وفا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز اسرار حاجت پوری ہونے کیلئے آزمودہ نماز ہے اسے معتبر علماء نے نقل فرمایا، اس کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے۔
بہار شریعت حصہ 4 صفحہ 686 میں بھجۃ الاسرار کے حوالے سے ہے: "نیز اس (یعنی حاجت) کے لیے ایک مجرب (تجربہ شدہ) نماز صلاۃ الاسرار ہے جو امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی بہجۃ الاسرار میں، اور مُلّا علی قاری و شیخ عبد الحق محدّث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے پھر نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار دُرود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے: يَا رَسُوْلَ اللهِ يَا نَبِيَّ اللهِ اَغِثْنِيْ وَامْدُدْنِيْ فِيْ قَضَاءِ حَاجَتِيْ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ. (اے اللہ (عزوجل) کے رسول! اے اللہ (عزوجل) کے نبی! میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے)، پھر عراق (پاک و ہند میں بغداد شریف کی سمت مغرب و شمال کے تقریباً درمیان ہے۔ اس) کی جانب گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر یہ کہے: يَا غَوْثَ الثَّقَلَيْنِ وَيَا كَرِيْمَ الطَّرَفَيْنِ اَغِثْنِيْ وَامْدُدْنِيْ فِيْ قَضَاءِ حَاجَتِيْ يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ. (اے جن وانس کے فریاد رس اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے)، پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دُعا کرے۔"

(بھجۃ الأسرار، ذکر فضل أصحابہ وبشراھم، ص 197 بتصرف)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

15 جمادی الاولی 1446ھ / 18 نومبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　　وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

139

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

صَلاۃُ الاِسرار کی حقیقت

سوال: صلاۃ الاسرار (نمازِ غوثیہ) کے بارے رہنمائی فرمائیں؟　　سائل: علی وفا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بعض لوگ اس مسئلہ میں یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اللہ پاک کو چھوڑ کر غوث پاک کی نماز پڑھی جاتی ہے جبکہ یہ نماز عام نوافل ہی کی طرح اللہ پاک کی عبادت کے طور پر پڑھی جاتی ہے اور نماز کے بعد فقط اللہ پاک کی بارگاہ میں دعائیں قبول ہونے اور حاجات پوری ہونے کے لیئے حضور غوث پاک علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کا وسیلہ پیش کیا جاتا ہے، اور وسیلہ قرن و سنت سے ثابت ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے متفق علیہ حدیث پاک میں نماز داؤدی یا صوم داؤدی کا ذکر ہے وہاں بھی شرک و بدعت کا شائبہ نہیں بلکہ ذی شعور سمجھتے ہیں کہ نماز وروزہ اللہ پاک کیلئے ہے اور نسبت صرف اضافت اور پہچان وتعارف کے لیئے ہے۔ اسی طرح یہاں بھی صلاۃ الاسرار یا نماز غوثیہ کہ نماز وعبادت تو اللہ پاک کیلئے ہے اور اضافت و پہچان غوث پاک علیہ الرحمہ کی طرف ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: " ان احب الصیام الی اللہ تعالیٰ صیام داؤد واحب الصلوٰۃ الی اللہ عزوجل صلوٰۃ داؤد " بیشک سب روزوں میں پیارے اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزے ہیں اور سب نمازوں میں پیاری داؤد کی نماز ہے۔ (صحیح البخاری کتاب التہجد باب من نام عند السحر ج1 ص152 و صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن صوم الدھر الخ ج1 ص367 مطبوعہ کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: " سبحان اللہ! داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز، داؤد علیہ السلام کے روزے، ماں باپ کی نماز کہنا صواب، پڑھنا ثواب، اور جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ قائلین کفار، جانور مردار، کیا ذبح نماز روزے سے بڑھ کر عبادت خدا ہے یا اس میں شرکت حرام، ان میں روا ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ ج20 ص272 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

17 جمادی الاولیٰ 1446ھ / 20 نومبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　　وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

تشہد میں انگلی کو حرکت دینا کیسا؟

سوال: تشہد پڑھتے ہوئے شہادت پر انگلی کو حرکت دینا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قعدہ میں جب اَشْھَدُ اَنْ لَّا کا کلمہ "لَا" پڑھے تو انگلی کو حرکت نہ دے بلکہ بغیر حرکت دیئے اشارہ کرے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔اور جس حدیث میں انگلی کو حرکت دینے کے الفاظ ہیں اس کا مطلب ہے انگلی کو اٹھایا کیونکہ حرکت دیئے بغیر اٹھانا ممکن نہیں۔ سنن ابو داؤد میں ہے:"عن عبد اللہ بن الزبیر، أنہ ذکر، أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یشیر بأصبعہ إذا دعا، ولا یحرکھا، قال ابن جریج: وزاد عمرو بن دینار، قال: أخبرنی عامر، عن أبیہ، أنہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدعو کذلک"حضرت سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دعا کرتے(یعنی تشہد میں کلمہ شہادت پر پہنچتے)تو انگلی مبارک سے اشارہ کرتے اور انگلی کو بار بار ہلایا نہیں کرتے تھے ابنِ جریج کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے مزید یہ ارشاد فرمایا کہ مجھے عامر نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح (انگلی کو حرکت دیے بغیر) اشارہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الاشارۃ فی التشہد، ج1، ص150، مطبوعہ لاہور)

مرقاۃ میں ہے:"(یحرکھا) ظاھرہ یوافق مذھب الامام مالک، لکنہ معارض بما سیأتی أنہ لا یحرکھا ویمکن أن یکون معنی یحرکھا یرفعھا، إذ لا یمکن رفعھا بدون تحریکھا"یعنی حدیث پاک کے الفاظ (یحرکھا) بظاہر امام مالک رعلی الرحمہ کے مذہب کے موافق ہیں، مگر یہ دوسری حدیث جس میں "یحرکھا" کے الفاظ ہیں، اس کے معارض ہے۔(لیکن دونوں کے درمیان یوں تطبیق) ممکن ہے کہ انگلی کو حرکت دینے سے مراد یہ ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلی کو اٹھایا ،اس لیے کہ حرکت دیئے بغیر اسے اٹھانا، ممکن ہی نہیں،(لہٰذا اس طرح احادیث میں تعارض بھی نہیں رہے گا)۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلاۃ، باب التشہد، ج2، ص633، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

6ربیع الاول1446ھ/11ستمبر2024ء

141

ضاد پڑھنے کا حکم

سوال: لفظ ض کو کیسے پڑھا جائے بعض ظاد پڑھتے ہیں کیا یہ درست ہے، اگر نہیں تو اس کی درست ادائیگی کیا ہے؟ User ID: بنت حوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ض کو ضاد ہی پڑھا جائے ظاد پڑھنے کی اجازت نہیں، بلکہ ظاد پڑھنا حرام و گناہ ہے۔ عرب ممالک حتی کہ حرمین شریفین میں بھی ضاد ہی پڑھا جاتا ہے۔

سیدی اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "ض، ظ، ذ، ز معجمات سب حروف متبائنہ متغائرہ ہیں ان میں کسی دوسرے سے تلاوت قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نماز میں خواہ بیرونِ نماز حرام قطعی و گناہِ عظیم، افتراء علی اللہ و تحریفِ کتاب کریم ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج6، مسئلہ: 477، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

صراط الجنان میں ہے: "بعض لوگ "وَلَا الضَّآلِّیْنَ" کو "وَلَا الظَّآلِّیْن" پڑھتے ہیں، ان کا ایسا کرنا حرام ہے اس مسئلے کے بارے میں دلائل کے ساتھ تفصیلی معلومات حاصل کرنے کے لئے فتاوی رضویہ کی چھٹی جلد میں موجود ان رسائل کا مطالعہ فرمائیں: (۱) نِعَمَ الزَّادُ لِرَوْمِ الضَّادْ۔ (ضاد کی ادائیگی کا بہترین طریقہ) (۲) اِلْجَامُ الصَّادُ عَنْ سُنَنِ الضَّادْ۔ (ضاد کی ادائیگی کے غلط اور صحیح طریقوں کا بیان)۔"

(صراط الجنان، ج1، سورہ فاتحہ، آیت: 7، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

18 شعبان 1446ھ / 17 فروری 2025ء

وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

142

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

سوال: احتلام کے سبب غسل فرض ہوا اور نماز کا وقت قلیل ہے، اب کیا حکم ہے؟

سائل: احمد رضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

غسل فرض ہو لیکن نماز کا وقت اتنا کم ہو کہ غسل کرے گا، تو نماز قضا ہو جائے گی، تو ایسے شخص کے لیے حکم یہ ہے کہ غسل اور وضو نہ کرے بلکہ تیمم کر کے وقت میں نماز ادا کر لے اور بعد میں غسل کر کے نماز دوہرائے۔

درمختار اور اس کے تحت ردالمحتار میں ہے: "یتیمم لفوات الوقت قال الحلبی: فالاحوط ان یتیمم و یصلی ثم یعید - ولعل ھذا من ھؤلاء المشائخ اختیار لقول زفر لقوۃ دلیلہ، وھو ان التیمم انما شرع للحاجۃ الی اداء الصلاۃ فی الوقت فیتیمم عند خوف فوتہ"

(الدر المختار مع ردالمحتار، باب التیمم، ج1، ص246، دار الفکر بیروت)

سیدی اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "تیمم کر کے نماز وقت میں پڑھ لے، بعد کو نہا کر اعادہ کرے۔ بہ یفتی (اسی پر فتوی دیا جاتا ہے)۔"

(فتاوی رضویہ، جلد3، صفحہ310، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

8 جمادی الاخری 1446ھ / 11 دسمبر 2024ء

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

143

آن لائن الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

فاسق کے پیچھے نماز کا حکم

سوال: جو شخص اعلانیہ نہیں بلکہ چھپ کر گناہ کرے اس کے پیچھے نماز کا حکم کیا ہے؟

سائل: عبد الصمد جمالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جو اعلانیہ گناہ نہ کرے بلکہ چھپ کر کرے تو وہ فاسق غیر معلن ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولی ہے۔ اور جو اعلانیہ گناہ کرے وہ فاسق معلن ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، کہ پڑھنی گناہ اور پھر لوٹانا واجب ہے۔

سیدی اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "فاسق وہ کہ کسی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا اور وہی فاجر ہے، اور کبھی فاجر خاص زانی کو کہتے ہیں، فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے پھر اگر معلن نہ ہو یعنی وہ گناہ چھپ کر کرتا ہو معروف و مشہور نہ ہو تو کراہت تنزیہی ہے یعنی خلاف اولی، اگر فاسق معلن ہے کہ علانیہ کبیرہ کا ارتکاب یا صغیرہ پر اصرار کرتا ہے تو اسے امام بنانا گناہ ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پڑھ لی تو پھیرنی واجب۔"

(فتاوی رضویہ، ج6، ص601، مسئلہ:753، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

7 جمادی الاولی 1446ھ / 10 نومبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

قعدہ اُولی میں درود پڑھنے پر سجدہ سہو

سوال: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قعدہ اولی کے تشہد میں (اللھم صل علی محمد کی مقدار) درود پڑھنے پر سجدہ سہو واجب قرار دیا اور پھر حضور پاک علیہ السلام نے اس بارے پوچھا اس بارے رہنمائی کریں کیا اس کی حقیقت ہے؟

سائل: ثاقب رضا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسا ہی ہے اور یہ سجدہ سہو تیسری رکعت میں تاخیر کے سبب واجب ہے جیسا کہ اگر اسی جگہ یا رکوع و سجود میں قرآن پڑھا تو بھی سجدہ سہو واجب ہو گا۔ اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ علیہ السلام کے استفسار فرمانے پر عرض کی حضور اس نے بھول کر پڑھا ہے، تو آپ علیہ السلام نے تحسین فرمائی۔

در مختار و ردالمحتار میں ہے: "وتاخیر قیام الی الثالثۃ بزیادۃ علی التشھد بقدر رکن —وفی الزیلعی الاصح وجوبہ باللھم صل علی محمد— اشار الی ان وجوب السجود لیس لخصوص الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل لترک الواجب وھو تعقیب التشھد للقیام بلافاصل، حتی لوسکت یلزمہ السھو کما قدمناہ فی فصل اذا اراد الشروع۔ قال المقدسی وکمالوقرء ھنا او فی الرکوع یلزمہ السھو مع انہ کلام اللہ وکما لوذکر التشھد فی القیام مع انہ توحید اللہ تعالی وفی المناقب ان الامام رحمہ اللہ رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال کیف اوجبت السھو علی من صلی علی فقال لانہ صلی علیک سھوا فاستحسنہ۔" (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السہو، ج2، ص81، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ و رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "درود پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ واجب بتایا؟" عرض کی، اس لیے کہ اس نے بُھول کر پڑھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تحسین فرمائی۔" (بہار شریعت، حصہ 4، سجدہ سہو کا بیان، مسئلہ: 30، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

20 جمادی الاخری 1446ھ / 23 دسمبر 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

قیام میں تشہد پڑھنے کا حکم

سوال: اگر قیام میں تشہد پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر قیام میں سورہ فاتحہ سے پہلے تشہد پڑھا تو کوئی حرج نہیں کہ وہ محل ثنا ہے اگر سورہ فاتحہ کے بعد تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے کیونکہ وہ سورت کی جگہ ہے اور واجب میں تاخیر ہوگی۔ اور فرض کی آخری دو رکعت میں تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "ولو تشھد فی قیامہ قبل قراءۃ الفاتحۃ فلا سھو علیہ وبعدھا یلزمہ سجود السھو وھو الاصح لان بعد الفاتحۃ محل قراءۃ السورۃ فاذا تشھد فیہ فقد اخر الواجب وقبلھا محل الثناء کذا فی التبیین، ولو تشھد فی الاخریین لا یلزمہ السھو کذا فی محیط السرخسی۔"

(الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب الثانی عشر فی سجود السھو، ج1، ص127، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا سجدۂ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔ پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر قعدۂ اولی میں چند بار تشہد پڑھا سجدہ واجب ہو گیا۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، سجدہ سہو کا بیان، مسئلہ: 32و33، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

20 جمادی الاخری 1446ھ / 23 دسمبر 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

قیام میں بھول کر تشہد پڑھنا

سوال: اگر کسی نے بھول کر کھڑے ہو کر تشہد پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟ سائل: ضیاء الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

قیام یعنی نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں الحمد سے پہلے بھول کر تشہد پڑھا تو نماز ہو گئی، سجدہ سہو بھی واجب نہیں، اور پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

حلبی کبیری میں ہے: "تشهد قائما او راكعا او ساجدا لا سهو عليه كذا فى المختار--- لانه ثناء والقيام والركوع والسجود محل الثناء" ترجمہ: اگر کسی نے قیام یا رکوع یا سجدہ کی حالت میں تشہد پڑھ لیا تو اس پر سجدہ سہو نہیں، ایسا ہی مختار میں ہے۔---کیونکہ تشہد ثنا ہے اور قیام، رکوع اور سجود محل ثناء ہیں۔ (حلبی کبیری صفحہ 397 مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: "پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا سجدۂ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔ پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر قعدۂ اولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا سجدہ واجب ہو گیا۔" (بہار شریعت سجدۂ سہو کا بیان حصہ 4 مسئلہ 32:و33 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

17 جمادی الاولی 1446ھ / 20 نومبر 2024ء

147

قومہ و جلسہ کا حکم

سوال: کیا قومہ اور جلسہ میں دو دو واجبات ہوتے ہیں، وہ کونسے ہیں؟ سائل: ذیشان خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

قومہ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا اور جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا خود یہ دونوں کام واجب ہیں اور نماز کے ہر رکن اور قومہ و جلسہ میں بھی تعدیل ارکان یعنی ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے۔

الدر المختار و رد المحتار میں ہے: "وتعدیل الارکان ای تسکین الجوارح قدر تسبیحۃ فی الرکوع والسجود وکذا فی الرفع منھما علی ما اختارہ الکمال، ۔۔۔ واما القومۃ الجلسۃ وتعدیلھما فالمشھور فی المذھب السنیۃ و روی وجوبھا وھو الموافق للادلۃ وعلیہ الکمال"

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، مطلب: واجبات صلاۃ، ج 1، ص 464، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی قدر ٹھہرنا یوہیں قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔"

(بہار شریعت، واجبات نماز، ج 1، حصہ 3، ص 519، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

محمد شاھد حمید قادری

20 رجب 1446ھ /21 جنوری 2025ء

سوال: حالت قیام میں کہیں خارش ہو تو اُلٹے ہاتھ سے کھجانا کیسا؟ سائل: سکندر حیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

نماز کے دوران خارش ہوئی ہو یا کوئی اور حاجت ہو مثلا جماہی کے وقت منہ ڈھانکنا وغیرہ فقہاء کرام نے نماز کے آداب میں لکھا ہے کہ جماہی کے وقت قیام میں دائیں ہاتھ کی پشت سے اور قیام کے علاوہ بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانک لے۔ لہذا خارش بھی قیام کے دوران دائیں ہاتھ سے کیجائے، بائیں ہاتھ سے مناسب نہیں کہ دونوں ہاتھ متحرک ہوں گے۔ اگر بائیں ہاتھ سے خارش کرلی تو بھی نماز درست ہوئی۔ اور قیام کے علاوہ اُلٹے ہاتھ سے کھجائے۔

الدر المختار و رد المحتار میں ہے: "وامساک فمہ عند التثاؤب فائدۃ لدفع التثاؤب مجربۃ ولو باخذ شفتیہ بسنہ فان لم یقدر غطاہ بظھر یدہ الیسری وقیل بالیمنی لو قائما والا فیسراہ اہ مجتبی،۔ لان التغطیۃ ینبغی ان تکون بالیسری کالامتخاط، فاذا کان قاعدا یسھل ذالک علیہ ولم یلزم منہ حرکۃ الیدین بخلاف ما اذا کان قائما فانہ یلزم من التغطیۃ بالیسری حرکۃ الیمین ایضا لانھا تحتھا۔"

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، آداب الصلاۃ، ج 1، ص 478، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "جماہی آئے تو مونھ بند کیے رہنا اور نہ رُکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رُکے تو قیام میں داہنے ہاتھ کی پُشت سے مونھ ڈھانک لے اور غیر قیام میں بائیں کی پُشت سے یا دونوں میں آستین سے اور بلا ضرورت ہاتھ یا کپڑے سے مونھ ڈھانکنا، مکروہ ہے۔"

(بہار شریعت، نماز کے مستحبات، ج 1، حصہ 3، ص 538، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

21 رجب 1446ھ / 22 جنوری 2025ء

149

کیا مسافر پر قصر ضروری ہے

سوال: کیا حالت سفر میں نماز قصر کرنا ضروری ہے یا نہیں، جب وقت وسیع ہو تو پوری پڑھ سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شرعی سفر ہو تو مسافر پر جن فرائض کی چار رکعات ہیں ان میں قصر کرنا یعنی دو رکعات پڑھنا واجب و ضروری ہے، چاہے وقت میں وسعت ہو چار رکعات نہ پڑھے بلکہ جان بوجھ کر پڑھے گا تو گناہ گار ہو گا۔

الدر المختار میں ہے: "فلو اتم مسافر إن قعد فی القعدۃ الاولی تم فرضہ ولکنہ اساء لو عامدا لتاخیر السلام وترک واجب القصر وواجب تکبیرۃ افتتاح النفل وخلط النفل بالفرض وھذا لایحل کما حررہ القھستانی بعد ان فسر اساء بأثم واستحق النار"

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج2، ص733، دار المعرفہ بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے اور دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہو گئی۔" (بہار شریعت، حصہ 4، نمازِ مسافر کا بیان، ص743، مسئلہ:16، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

23 شعبان 1446ھ/22 فروری 2025ء

150

مسافر کا اپنے شہر سے گذرنا

سوال: شرعی سفر میں اگر اپنے شہر سے گذر ہو تو کیا اب مسافر رہے گا؟ سائل: محمد عمران

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

جب شرعی مسافر اپنے شہر داخل ہوا چاہے گذرنے کیلئے یا کسی کام کے سبب تو یہ مسافر نہیں رہے گا بلکہ اب قصر کے بجائے پوری نماز پڑھے گا۔ ہاں اگر دوبارہ شرعی سفر شروع کرے تو شہر سے باہر ہوتے ہی پھر مسافر ہو جائے گا۔ اور اب ظہر عصر اور عشا کے فرضوں میں قصر یعنی دو رکعت پڑھے گا۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "واذا دخل المسافر مصره اتم الصلاة وان لم ينو الاقامة فيه سواء دخله بنية الاجتياز او دخله لقضاء الحاجة كذا في الجوهرة النيرة" اور جب مسافر اپنے شہر میں داخل ہوا اگرچہ اقامت کی نیت نہیں کی، چاہے گذرنے کی نیت سے داخل ہوا یا کسی حاجت، کام کے سلسلے میں تو نماز پوری پڑھے گا۔

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس فی المسافر، ج 1، ص 142، دار الفکر بیروت)

جنتی زیور میں ہے: "جو شخص تقریباً 92 کلومیٹر کی دوری کا سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بستی سے باہر چلا گیا۔ تو شریعت میں یہ شخص مسافر ہو گیا۔ اب اس پر واجب ہو گیا کہ قصر کرے یعنی ظہر، عصر اور عشاء چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت پڑھے۔ کیونکہ اس کے حق میں دو ہی رکعت پوری نماز ہے۔"

(جنتی زیور، مسافر کی نماز کا بیان، صفحہ 295-296)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

21 رجب 1446ھ / 22 جنوری 2025ء

سوال: اگر مقیم نے مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھی تو بقیہ رکعات کیسے پڑھے گا؟

سائل: عرفان الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

مقیم مسافر کی اقتدا کرے تو بقیہ رکعات اسی طرح پڑھے جیسے جماعت سے رہ جانے والی رکعات پڑھی جاتی ہیں ہاں ایک فرق ہے کہ امام کے سلام کے پھیرنے بعد اپنی ان رکعات میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ سورہ فاتحہ پڑھنے کی مقدار خاموش کھڑا رہے۔

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: "وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعده فاذا قام المقيم الى الاتمام لايقرء ولايسجد للسهو في الاصح"

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج2، ص129، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا رہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، نمازِ مسافر کا بیان، مسئلہ: 41، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

27 جمادی الاخری 1446ھ / 30 دسمبر 2024ء

وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

سوال: منفرد اگر اکیلے فجر کے فرض پڑھے تو کیا اونچی آواز سے قراءت کر سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

منفرد یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے کو جہری نمازوں میں اونچی قراءت کرنے کا اختیار ہے اور جہر اس کیلئے افضل ہے، لہذا فجر کی نماز اکیلے پڑھی تو اونچی قراءت کر سکتا ہے۔ ہاں آواز زیادہ بلند نہ کرے۔ اور سری یعنی آہستہ قراءت والی نمازوں میں آہستہ قراءت کرنا واجب ہے۔ اسی طرح اگر منفرد قضا نماز پڑھے تو بھی آہستہ قراءت کرنا واجب ہے۔

الدر المختار میں ہے: "ویخیر المنفرد فی الجھر وھو افضل ویکتفی بادناہ ان ادی و فی السریۃ یخافت حتما علی المذھب — ویخافت المنفرد حتما ای وجوبا ان قضی الجھریۃ فی وقت المخافۃ کان صلی العشاء بعد طلوع الشمس، "اور منفرد کو جہری نمازوں میں بلند آواز سے قراءت کرنے کا اختیار ہے اور یہ جہر اس کیلئے افضل ہے، اور ادنی جہر کافی ہے۔ سری نمازوں میں آہستہ قراءت کرنا واجب ہے۔ اور منفرد اگر سری نماز کے وقت قضا کرے تو آہستہ قراءت کرنا واجب ہے جیسا کہ سورج طلوع ہونے کے بعد عشا قضا کرے۔

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ج 1، ص 533، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جب کہ ادا پڑھے اور جب قضا ہے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔" (بہار شریعت، حصہ سوم، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، مسئلہ: 8، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

7 جمادی الاخری 1446ھ / 10 دسمبر 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

نماز تسبیح کا طریقہ

سوال: حدیث پاک کی روشنی میں نماز تسبیح کا طریقہ بیان فرمائیے؟　　درگاہ عالیہ خالقیہ نقشبندیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز تسبیح کا ذکر مختلف احادیث میں موجود ہے ترمذی شریف کی ایک روایت ملاحظہ کریں۔

ابو وہب محمد بن مزاحم العامری نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک سے صلاۃ التسبیح کے بارے میں پوچھا کہ جس میں تسبیح پڑھی جاتی ہے، تو انہوں نے کہا: "یکبر، ثم یقول: سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك، ثم يقول: خمس عشرة مرة سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله اكبر، ثم يتعوذ ويقرا: بسم الله الرحمن الرحيم سورة الفاتحة آية 1 وفاتحة الكتاب وسورة، ثم يقول: عشر مرات سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله اكبر، ثم يركع فيقولها عشرا، ثم يرفع راسه من الركوع فيقولها عشرا، ثم يسجد فيقولها عشرا، ثم يرفع راسه فيقولها عشرا، ثم يسجد الثانية فيقولها عشرا، يصلي اربع ركعات على هذا، فذلك خمس وسبعون تسبيحة في كل ركعة" ترجمہ: پہلے تکبیر تحریمہ کہے، پھر «سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك»، اے اللہ! تیری ذات پاک ہے، اے اللہ تو ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، بابرکت ہے تیرا نام، بلند ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں" کہے، پھر پندرہ مرتبہ «سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله اكبر» کہے، پھر «أعوذ بالله من الشيطان الرجيم» اور «بسم الله الرحمن الرحيم» کہے، پھر سورۃ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھے، پھر دس مرتبہ «سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله اكبر» کہے، پھر رکوع میں جائے اور دس مرتبہ یہی کلمات کہے، پھر سر اٹھائے اور دس مرتبہ یہی کلمات کہے، پھر سجدہ کرے دس بار یہی کلمات کہے پھر سجدے سے اپنا سر اٹھائے اور دس بار یہی کلمات کہے، پھر دوسرا سجدہ کرے اور دس بار یہی کلمات کہے، اس طرح سے وہ چاروں رکعتیں پڑھے، تو ہر رکعت میں یہ کل 75 تسبیحات ہوں گی۔

(سنن ترمذی، ابواب الوتر، باب ماجاء فی صلوۃ التسبیح، ج 1، ص 109، مطبوعہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

7 جمادی الاولی 1446ھ / 10 نومبر 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

154

آن لائن

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

نماز تہجد کی فضیلت، وقت، رکعات

سوال: تہجد پڑھنے کی فضیلت، نیت، رکعات اور وقت کے بارے رہنمائی فرمائیں؟ سائل: سعد ماہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تہجد قیام اللیل یعنی رات کی عبادت ہے، اور رات نماز پڑھنے والوں کو اللہ کی یاد کرنے والوں میں شمار کیا جاتا ہے اور انہیں نُور کا لباس عطا ہوتا ہے۔ اس میں نفل نماز کی نیت کی جائے۔ اس کی رکعات کم از کم دو، اور آپ صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم سے آٹھ رکعات ثابت ہیں۔ اور اس کا وقت نماز عشا کے بعد سو کر اُٹھنے سے صبح صادق طلوع ہونے تک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذا ایقظ الرجل اھلہ من اللیل فصلیا او صلی رکعتین جمیعا کتب فی الذاکرین والذاکرات "یعنی جو شخص رات میں اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو رکعت پڑھیں تو اللہ کا ذکر کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔ (سنن ابوداؤد، باب قیام اللیل، ج1، ص194، لاہور)

بحر الدموع میں ہے: "حضرتِ سیّدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے پوچھا گیا: تہجد گزار لوگوں کے چہرے دیگر لوگوں سے زیادہ خوبصورت کیوں ہوتے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: وہ اللہ عزوجل کے لئے تنہائی اختیار کرتے ہیں تو اللہ عزوجل انہیں اپنے نور کا لباس پہنا دیتا ہے۔" (بحر الدموع (آنسوؤں کا دریا)، ص121، مکتبۃ المدینہ)

بہار شریعت میں ہے: "صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشا کے بعد رات میں سو کر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔ تہجد نفل کا نام ہے۔ کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت۔" (بہار شریعت، حصہ 4، نمازِ تہجد، مسئلہ 3:1، مکتبۃ المدینہ، ملتقطا)

جنتی زیور میں ہے: "نماز تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سو کر اٹھے اس کے بعد سے صبح صادق طلوع ہونے کے وقت تک ہے تہجد کی نماز کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے آٹھ رکعت تک ثابت ہے حدیثوں میں اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔" (جنتی زیور، نماز تہجد، ص306، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

14 جمادی الاخری 1446ھ / 17 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

نفل توڑنے پر قضالازم ہے

سوال: نفل نماز شروع کی پھر کسی وجہ سے فاسد ہو گئی تو کیا اس کی قضا ہے؟ سائل: ملک وسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نفل نماز قصداً شروع کر کے توڑ دی تو اس کی قضا لازم ہے۔ اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور پہلی دو رکعت یا آخری دو رکعت فاسد ہوئیں تو دونوں صورتوں میں دو رکعت ہی قضا کرے گا، جبکہ دو رکعت پر قعدہ کیا ہو یعنی تشہد ادا کیا ہو۔ اور تیسری یا چوتھی رکعت میں نماز نفل توڑی اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو مکمل چار رکعت کی قضا کرنی ہو گی۔

الدر المختار و رد المحتار میں ہے:" ولزم نفل شرع فیہ بتکبیرۃ الاحرام او بقیام الثالثۃ شروعا صحیحا قصدا — حتی اذا افسدہ لزم قضاءہ ای قضاء رکعتین وان نوی اکثر علی — او بقیام الثالثۃ ای وقد ادی الشفع الاول صحیحا فاذا افسد الثانی لزمہ قضاءہ فقط۔"

(در مختار مع رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلاۃ الحاجۃ، ج2، ص29، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے:" نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے کہ اگر توڑ دے گا قضا پڑھنی ہو گی اور اگر قصداً شروع نہ کی تھی مثلاً یہ گمان تھا کہ فرض پڑھنا ہے اور فرض کی نیت سے شروع کیا پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا تھا تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو پڑھنا اختیار کیا تو توڑ دینے سے قضا واجب ہو گی۔ - چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفعِ اوّل یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت قضا واجب ہو گی مگر شفعِ ثانی توڑنے سے دو رکعت قضا واجب ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسری رکعت پر قعدہ کر چکا ہو ورنہ چار قضا کرنی ہوں گی۔" (بہار شریعت حصہ 4 سنن ونوافل کا بیان مسئلہ: 29و 35 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

29 جمادی الاولی 1446ھ / 2 دسمبر 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

156

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

نماز تہجد کے لئے سونا شرط ہے

سوال: نماز تہجد کے لئے سونا شرط ہے حدیث شریف سے حوالہ عنایت فرمائیں؟ سائل: محمد سلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایة الحق و الصواب

حدیث و فقہ کی روشنی میں نماز تہجد کے لیے عشاء کے بعد سونا شرط ہے۔ اس لئے کہ تہجد اس نفل نماز کا نام ہے، جو نمازِ عشاء کے بعد رات نیند سے اٹھ کر پڑھی جائے، اگر سویا نہیں تو اس کے نفل تہجد نہیں۔ ہاں اونگھ آئی تو بھی تہجد کیلئے کافی ہے۔

امام طبرانی حجاج بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں: "انما التھجد المرء یصلی الصلوة بعد رقدة" قدرے سو کر آدمی جو نماز ادا کرے اسے تہجد کہا جاتا ہے۔ (المعجم الکبیر، ترجمہ 258، حدیث 3216، ج3، ص 225، مکتبہ فیصلیہ بیروت)

معالم التنزیل میں ہے: "التھجد لایکون الابعد النوم" نماز تہجد سونے کے بعد ہی ہوتی ہے۔

(معالم التنزیل علی حاشیہ الخازن، تحت قولہ تعالی و من الیل فتہجد بہ، ج4، ص 174، مطبوعہ مصطفی البابی مصر)

مراۃ شرح مشکوۃ میں ہے: "قبل تہجد، عشا پڑھ کر سونا شرط ہے اور بعدِ تہجد کچھ سونا یا لیٹ جانا سنت ہے۔ ضروری مسئلہ: تہجد سے پہلے سولینا ضروری ہے اگر کوئی بالکل نہ سویا تو اس کے نوافل تہجد نہ ہوں گے۔ جن بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے تیس یا چالیس سال عشاء کے وضوسے فجر کی نماز پڑھی جیسے حضور غوث اعظم یا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما وہ حضرات رات میں اس قدر اونگھ لیتے تھے جس سے تہجد درست ہو جائے لہٰذا ان بزرگوں پر یہ اعتراض نہیں کہ انہوں نے تہجد کیوں نہ پڑھی حضرت ابو الدرداء، ابوذر غفاری وغیرہم صحابہ جو شب بیدار تھے ان کا بھی یہی عمل تھا۔ (مراۃ، ج2، ص 226، قادری پبلشرز)

سیدی اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "یہاں دو چیزیں ہیں: صلوۃِ لیل و نمازِ تہجد۔ صلوۃِ لیل: ہر وہ نمازِ نفل کہ بعد فرضِ عشاء رات میں پڑھی جائے۔ اور نمازِ تہجد وہ نفل کہ بعد فرضِ عشاء قدرے سو کر طلوعِ فجر سے پہلے پڑھے جائیں۔ (فتاوی رضویہ، جلد7، صفحہ 419، 408، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: "عشا کے بعد رات میں سو کر اٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں، وہ تہجد نہیں۔"

(بہارِ شریعت، جلد1، حصہ 4، صفحہ 677، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

26 جمادی الاخری 1446ھ / 29 دسمبر 2024ء

سوال: اگر نماز کا سجدہ رہ گیا اور دوران نماز یاد آگیا تو کیا حکم ہے؟ سائل: عامر ملتانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز کا سجدہ رہ گیا اور دوران نماز یاد آگیا مثلاً رکوع یا سجدہ میں تو اس وقت کر سکتا ہے اور بھولا ہوا سجدہ جس رکن میں یاد آنے پر کیا ہے اُسے دوبارہ ادا کرنا بہتر ہے اور نماز پوری کر کے آخر میں سجدہ سہو کرے۔ اور اگر نماز کے آخر میں بھولا ہوا سجدہ کیا تو صرف سجدہ سہو کرے۔ ہاں اگر قعدہ کے بعد نماز والا سجدہ کیا تو صرف وہ قعدہ باطل ہو گیا دوبارہ پڑھ کر سجدہ سہو کرے۔ الدر المختار و رد المحتار میں ہے: "ولو تذکر فی رکوعه او سجوده انه ترک سجدة فسجدها اعادهما ندبا وسجد للسهو ولو اخرها لآخر صلاته قضاها فقط۔ قال فی شرح المنية حتی لو ترک سجدة من رکعة ثم تذکرها فيما بعدها من قيام او رکوع او سجود فانه يقضيها ولا يقضی ما فعله قبل قضائها مما هو بعد رکعتها من قيام او رکوع او سجود، بل يلزمه سجود السهو فقط لکن اختلف فی لزوم قضاء ما تذکرها فقضاها فيه — ففی الهداية انه لا تجب اعادته بل تستحب — والمعتمد ما فی الهداية، فقد جزم به فی الکنز وغيره" (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الاستخلاف، ج 1، ص 612، و واجبات الصلاۃ، ج 1، ص 462، دار الفکر)

بہار شریعت میں ہے: "کسی رکعت کا کوئی سجدہ رہ گیا آخر میں یاد آیا تو سجدہ کر لے پھر التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرے اور سجدہ کے پہلے جو افعال نماز ادا کیے باطل نہ ہوں گے، ہاں اگر قعدہ کے بعد وہ نماز والا سجدہ کیا تو صرف وہ قعدہ جاتا رہا۔ سجدہ کر لیا تو بہتر یہ ہے کہ اس رکوع و سجود کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس وقت نہ کیا بلکہ آخر نماز میں کیا تو اس رکوع و سجود کا اعادہ نہیں سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔" (بہار شریعت، حصہ 4، سجدہ سہو کا بیان، ص 711 و 717-718، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

25 رجب 1446ھ / 26 جنوری 2025ء

سوال: اگر بڑھاپے کے سبب نماز کے سجدوں میں بھول ہو جائے کہ ایک کیا، دو یا زیادہ تو کیا حکم ہے؟ سائل: عامر ملتانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سجدوں کی تعداد میں شک ہو تو غالب گمان پہ عمل کرے اقل یعنی ایک سجدہ ہونے پر غلبہ ہو تو مزید ایک سجدے کرے اس صورت میں اور جب دو سے زائد سجدے کئے ہوں تو رکن میں تاخیر ہونے کے سبب آخر میں سجدہ سہو کرے اور اگر دو سجدے کرنے پر دل جما یعنی غالب گمان ہوا تو اگر غور و فکر کرنے میں تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار وقت گذرا تو بھی وقفہ ہونے کے سبب سجدہ سہو کرے۔ ورنہ بغیر سجدہ سہو کے نماز درست ہے۔

الدر المختار میں ہے: "وجب علیہ سجود السھو فی جمیع صور الشک سواء عمل بالتحری او بنی علی الاقل فتح لتاخیر الرکن، لکن فی السراج انہ یسجد للسھو فی اخذ الاقل مطلقا وفی غلبۃ الظن ان تفکر قدر رکن"

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج2، ص94، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "شک کی سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور غلبۂ ظن میں نہیں مگر جب کہ سوچنے میں ایک رُکن کا وقفہ ہو گیا تو واجب ہو گیا۔ قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا سجدۂ سہو واجب ہے۔" (بہار شریعت، حصہ 4، سجدہ سہو کا بیان، ص719 و 715 مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

محمد شاہد حمید قادری

25 رجب 1446ھ / 21 جنوری 2026ء

نماز جنازہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

جنازے کی دُعا

سوال: کیا جنازے میں پڑھی جانے والی دعا حدیث پاک سے ثابت ہے؟ سائل: محمد نعمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اللھم اغفر لحینا۔الخ یہ دعا حدیث پاک سے ثابت ہے، مختلف کتب حدیث میں یہ حدیث موجود ہے۔
سنن ابن ماجہ، مسند احمد و مستدرک للحاکم وغیرہ میں ہے، واللفظ للاول: "عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی علی جنازۃ یقول: اللھم اغفر لحینا ومیتنا وشاھدنا وغائبنا وصغیرنا وکبیرنا وذکرنا وانثانا الھم من احییتہ منا فاحیہ علی الاسلام ومن توفیتہ منا فتوفہ علی الایمان اللھم لاتحرمنا اجرہ ولاتضلنا بعدہ،" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی، حضور علیہ الصلاۃ والسلام جب کسی جنازہ پر نماز پڑھتے تو یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ (ھا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (ھا)، (بریکٹ میں ھا ضمیر عورت کیلئے بولی جائے)، ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر وغائب کو اور ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے کو اور ہمارے مرد اور عورت کو، اے اللہ (عزوجل)! ہم میں سے تُو جسے زندہ رکھے، اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تُو جس کو وفات دے اُسے ایمان پر وفات دے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہی / فتنہ میں نہ ڈال۔
(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الدعاء-، ص 107، مطبوعہ کراچی، مسند احمد، ج 2، ص 368، المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، باب ادعیۃ صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: 1366، ج 1، ص 684)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
محمد شاہد حمید قادری
12 جمادی الاخری 1446ھ / 15 دسمبر 2024ء

160

جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا

سوال: کیا نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے، جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے؟ سائل: عمر حسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز جنازہ میں تلاوت کی نیت سے نہیں پڑھ سکتے، ہاں دُعا کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں۔ تو ممکن ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بنیت دعا و ثنا پڑھی ہو۔ کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جنازہ میں قراءت و تلاوت سے منع کرتے تھے۔

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "اس (بخاری کی حدیث) سے ہر گز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس نے نماز جنازہ کے اندر سورۂ فاتحہ پڑھی بلکہ نماز جنازہ کے بعد میت کو ایصالِ ثواب کے لیے سورۂ فاتحہ پڑھی کیونکہ یہاں صَلَّيْتُ کے بعد فَقَرَءَ ہے ف تعقیبیہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ قرأت نماز کے بعد تھی جیسے "فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا"۔ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بلکہ سنت لغوی فرمایا، یعنی یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ بجائے اور ثناء اور دعاء کے یہ پڑھ لی جائے۔ احناف بھی کہتے ہیں کہ بہ نیت ثناء یا دعا الحمد پڑھنا جائز ہے، بہ نیت تلاوت منع۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی ہو۔ صحابہ کرام بھی جنازہ میں فاتحہ کی تلاوت نہ کرتے تھے۔ چنانچہ مؤطا میں عن مالک عن نافع ہے کہ سیدنا عبد اللہ ابن عمر نماز جنازہ میں تلاوت قطعًا نہیں کرتے تھے، اسی مؤطا امام مالک میں ہے کہ کسی نے حضرت ابوہریرہ سے پوچھا کہ نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے تو آپ نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جائے تو پہلے تکبیر کہو اور خدا کی حمد کرو، پھر درود شریف پڑھو، پھر یہ دعا پڑھو "اَللّٰھُمَّ عَبْدُكَ" الخ۔ بہر حال اس حدیث سے نماز جنازہ میں تلاوت فاتحہ پر دلیل پکڑنا بالکل باطل ہے، مذہب احناف نہایت قوی ہے۔ عینی شرح بخاری میں اس جگہ ہے کہ حضرت عمر و علی و ابن عمر، ابوہریرہ صحابہ اور عطاء طاؤس، سعد ابن مسیب، ابن سیرین، سعد ابن جبیر، شعبی اور مجاہد وغیرہ تابعین جنازہ میں فاتحہ کو منع کرتے تھے۔"

(مرآۃ المناجیح، باب المشی بالجنازۃ، فصل اول، ج2، ص463، قادری پبلشرز، ملتقطاً)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

1 شعبان 1446ھ / 31 جنوری 2025ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

آن لائن
الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

نماز جنازہ کی دعا یاد نہ ہو تو کیا پڑھے

سوال: جنازہ کی دعائیں نہ آتی ہوں تو کیا پڑھا جائے؟ سائل: عبد الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز جنازہ کی دعائیں اگر یاد نہ ہوں تو دعاء ماثورہ ربنا آتنا فی الدنیا- پڑھے یا تین بار رب غفرلی پڑھ لے، سورت فاتحہ بھی دعا کی نیت سے پڑھ سکتے ہیں۔ بہر حال جو دعا سنت سے ثابت ہے وہ یاد کرنی چاہیئے۔

جوہرہ نیرہ میں ہے:"ثم یکبر تکبیرۃ ثالثۃ یدعو فیا لنفسہ وللمیت وللمسلمین معناہ یدعو لنفسہ لکی یغفر لہ فیستجاب دعاؤہ فی حق غیرہ ولان من سنۃ الادعیۃ ان یبدأ فیھا بنفسہ قال اللہ تعالیٰ:یقولون ربنا اغفرلنا و لاخواننا(حشر:10)،رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا(نوح:28)ولیس فیہ دعاء مؤقت وان تبرک بالمنقول فحسن" (الجوہرۃ النیرۃ، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ج 1، ص 107، المطبعۃ الخیریہ)

بہار شریعت میں ہے:"بہتر یہ کہ وہ دُعا پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں اور ماثور دُعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دُعا چاہے پڑھے، مگر وہ دُعا ایسی ہو کہ اُمورِ آخرت سے متعلق ہو۔ نماز جنازہ میں قرآن بہ نیت قرآن یا تشہد پڑھنا منع ہے اور بہ نیت دُعا و ثنا الحمد و غیرہ آیات دعائیہ و ثنائیہ پڑھنا جائز ہے۔ " (بہار شریعت، حصہ 4، نماز جنازہ کا طریقہ، مسئلہ: 17، مکتبۃ المدینہ)

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:"نماز جنازہ کی اگر دعا یاد نہ ہو تو یہ دعاء ماثورہ (یعنی قرآن و حدیث میں بیان کی ہوئی دُعا)" اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ "پڑھ لے یا تین بار "رَبِّ اغْفِرْ لِیْ" پڑھ لے، دعا کی نیت سے سورہ فاتحہ بھی پڑھ سکتے ہیں، سنت ادا ہو جائے گی۔ لیکن نماز جنازہ کی دعا یاد کرنی چاہیئے۔ (مدنی مذاکرہ، 9 شوال 1446ھ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

21 جمادی الاخری 1446ھ / 24 دسمبر 2024ء

وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

مجنون کیلئے نماز جنازہ میں کونسی دُعا پڑھی جائے

سوال: مجنون کیلئے نماز جنازہ میں کونسی دُعا پڑھی جائے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر میت بالغ ہونے سے پہلے کا مجنون یانابالغ لڑکا ہو تو یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاَجْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا، اور لڑکی ہو تو دعا کے شروع میں اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا اور آخر میں شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے۔ اور اگر بالغ ہونے کے بعد مجنون ہوا تو بالغوں جیسی دعاءِ مغفرت کی جائے، مثلاً: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا۔۔۔وغیرہ دُعاءِ ماثورہ پڑھے۔

جوہرہ نیرہ میں ہے: اما اذا کان صغیرا اومجنونا فیقل: اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا ذخرا واجرا واجعلہ لنا شافعا ومشفعا، یعنی اگر میت نابالغ یامجنون ہو تو مذکورہ دعا پڑھے۔ (الجوہرۃ النیرۃ کتاب الصلاۃ باب الجنائز ج1 ص107 مطبع خیریہ)

بہار شریعت میں ہے: میت مجنون یانابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا. (اے اللہ (عزوجل)! تو اس کو ہمارے لیے پیش رو کر اور اسکو ہمارے لیے ذخیرہ کر اور اسکو ہماری شفاعت کرنیوالا اور مقبول الشفاعۃ کردے۔)، اور لڑکی ہو تو اجْعَلْهَا اور شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے۔

مجنون سے مراد وہ مجنون ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا کہ وہ کبھی مکلّف ہی نہ ہوا اور اگر جنون عارضی ہے تو اس کی مغفرت کی دُعا کی جائے، جیسے اوروں کے لیے کی جاتی ہے کہ جنوں سے پہلے تو وہ مکلّف تھا اور جنون کے پیشتر کے گناہ جنوں سے جاتے نہ رہے۔ (بہار شریعت، نماز جنازہ کا بیان، حصہ 4، ص835، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

16 محرم الحرام 1446ھ / 23 جولائی 2024

163

ہم فقط "الهم اغفر لحينا --- والی دعا کیوں پڑھتے ہیں

سوال: جنازہ میں پڑھی جانے والی مشہور دعائیں کونسی ہیں اور ہم فقط "الهم اغفر لحينا ــــ والی کیوں پڑھتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جنازہ میں پڑھی جانے والی ماثور مشہور دُعائیں مختلف ہیں، جو کتب حدیث وفقہ میں منقول ہیں، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے بہار شریعت میں چودہ نقل فرمائیں۔ بہر کیف مختلف ماثورہ دُعائیں پڑھی جائیں، اور اگر کوئی سہولت کے لئے ایک ہی دُعا یاد کر کے پڑھے تو بھی حرج نہیں، کیونکہ دین میں آسانی ہے۔ یہ دعا بھی حدیث سے ثابت ہے، مزید دو دعائیں منقول ہیں۔

سنن ابن ماجہ، مسند احمد و مستدرک للحاکم وغیرہ میں ہے، واللفظ للاول: "عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی علی جنازۃ یقول: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا ــــ " (سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الدعاء، ص 107، مطبوعہ کراچی، مسند احمد، ج 2، ص 368، المستدرک للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعیۃ صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: 1366، ج 1، ص 684)

سنن ابوداؤد میں ہے: " اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ (فُلَانَۃَ بِنْتَ فُلَانٍ) فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ فَقِہٖ (ھَا) مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ (ھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ "یعنی اے اللہ عزوجل! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ اور تیری حفاظت میں ہے، اس کو فتنۂ قبر اور عذاب جہنم سے بچا، تُو وفا اور حمد کا اہل ہے اے اللہ عزوجل! اس کو بخش اور رحم کر بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (سنن ابی داود، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، رقم: 3202، ج 2، ص 103، لاہور)

سنن ابن ماجہ میں ہے: " اَللّٰھُمَّ اَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا وَصَعِّدْ رُوْحَھَا وَلَقِّھَا مِنْکَ رِضْوَانًا "یعنی اے اللہ عزوجل! اس کو شیطان سے اور عذابِ قبر سے بچا اے اللہ زمین کو اس کی دونوں کروٹوں سے کشادہ کر دے اور اُس کی رُوح کو بلند کر اور اپنی خوشنودی دے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، ماجاء فی ادخال المیت القبر، ص 111، کراچی)

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یسروا ولا تعسروا "آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو۔ اور فرمایا: "ان الدین یسر "بے شک دین آسان ہے۔" (بخاری، باب امر الوالی اذا وجہ امیرین ــ، ج 2، ص 1063، و باب الدین یسر، ج 1، ص 10، مطبوعہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

24 رجب 1446ھ / 25 جنوری 2025ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

164

میت اونچی سواری پر ہو تو جنازہ کا حکم

سوال: میت کتنی اونچی سواری پر ہو تو نماز جنازہ نہ ہو گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اگر میت اتنی اونچی ہو کہ امام کے قد سے بلند ہو مثلاً ہاتھی، اونٹ یا اور بلند چیز پر تو نماز جنازہ درست نہیں، کیونکہ میت کا امام یا تنہا نماز جنازہ پڑھنے والے کے محاذی یعنی کسی جزو کے برابر ہونا شرط ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "فقد ذکر القھستانی عن التحفۃ ان رکنھا القیام ومحاذاتہ الی جزء من اجزاء المیت" قہستانی نے تحفۃ الفقہاء ذکر کیا ہے نماز جنازہ کا رکن قیام ہے اور نمازی کا میت کے کسی جز کے مقابل ہونا ہے۔

(ردالمحتار، باب صلوۃ الجنائز، ج2، ص208، دار الفکر بیروت)

سیدی اعلی حضرت علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "اگر پلنگ اتنا اونچا ہو کہ قدِ آدم سے زائد، جس میں امام کی محاذات میت کے کسی جزو سے نہ ہو البتہ نماز ناجائز ہو گی کہ محاذات شرط ہے، مگر کوئی پلنگ اتنا اونچا نہیں ہوتا۔"

(فتاوی رضویہ، ج9، کتاب الجنائز، مسئلہ :49، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

حبیب الفتاوی میں ہے: "اصل یہ ہے کہ میت کو تنہا نماز جنازہ پڑھنے والے یا نماز جنازہ پڑھانے والے امام کے محاذی و مقابل ہونا ضروری ہے اگر میت کو کسی سواری، اونٹ، گھوڑے، ہاتھی پر یا کسی اونچی چیز پر یا ہاتھوں کو اتنا اونچا کر دیا جائے کہ تنہا نماز پڑھنے والے یا نماز پڑھانے والے امام کے مقابل و محاذات میں میت نہ ہو تو نماز جنازہ جائز و صحیح نہیں ہو گی۔

(حبیب الفتاوی، صفحہ 559-560، شبیر برادرز لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

23 رجب 1446ھ /24 جنوری 2025ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

بیوی کی وفات پر چھونے، کندھا دینے کا حکم

سوال: کیا بیوی کی وفات کے بعد اس کا شوہر اُسے چھو سکتا ہے اور کیا بیوی کی وفات کے بعد نکاح قائم رہتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عورت کی وفات پر شوہر نہ اسے چھو سکتا ہے اور نہ ہی غسل دے سکتا ہے۔ اب وہ عورت شوہر کے حق میں اجنبیہ ہے کیونکہ بیوی کی وفات کے سبب نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے۔ ہاں جنازے کو کندھا دینے، قبر میں اُتارنے میں حرج نہیں۔

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: "ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لا من النظر الیھا علی الاصح" شوہر کا بیوی کو غسل دینا اور چھونا منع ہے اصح قول کے مطابق دیکھنا منع نہیں۔ (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج2، ص198، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: عورت مر جائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ مونھ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اسکے بدن کو بلاحائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، میت نہلانے کا بیان، ج1، ص812، مکتبۃ المدینہ)

"اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل" میں ہے: "عورت کی وفات ہونے پر نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے تو وہ اس کے حق میں اجنبی ہے لہٰذا شوہر اسے نہیں چھو سکتا۔ بیوی کی وفات سے نکاح فوراً ختم ہو جاتا ہے لہٰذا شوہر اپنی بیوی کی وفات کے بعد اسے غسل نہیں دے سکتا نہ ہی بلاحائل اس کے جسم کو ہاتھ لگا سکتا ہے کیونکہ جب نکاح ہی ختم ہو گیا تو چھونے و غسل دینے کا جواز بھی جاتا رہا لہٰذا وہ اسے نہ چھو سکتا ہے نہ غسل دے سکتا ہے۔ تنبیہ: بیوی کی وفات کے بعد شوہر کو صرف غسل دینے و بلاحائل چھونے کی ممانعت ہے باقی چہرہ دیکھنا، کندھا دینا، قبر میں اتارنا وغیرہ تمام امور جائز ہیں یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے، نہ قبر میں اتار سکتا ہے، نہ اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے یہ سب باتیں محض غلط لغو و فضول ہیں ان کی شریعتِ مطہرہ حقیقت نہیں ہے۔" (ماہنامہ فیضان مدینہ، جمادی الاولیٰ 1442، مکتبۃ المدینہ، ملتقطاً)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

22 جمادی الاولیٰ 1446ھ / 25 نومبر 2024ء

مختلف نام

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

ارحم نام رکھنا کیسا

سوال: کیا ارحم نام رکھ سکتے ہیں اگر نہیں تو اسکی وجہ کیا ہے؟ سائل: حذیفہ رحمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ارحم نام رکھ سکتے ہیں، احادیث میں یہ لفظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت وشان کے طور پر بیان ہوا، اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ لہذا یہ نام رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "ما رأيت أحدا كان أرحم بالعيال من رسول الله صلى الله عليه وسلم "ترجمہ: میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو عیال پر زیادہ رحم کرنے والا نہیں دیکھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال، ج2، ص254، مطبوعہ کراچی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "أرحم أمتي بأمتي أبو بكر "ترجمہ: میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل وزید بن ثابت، ج2، ص219، مطبوعہ کراچی)

حضرت خضر علیہ السلام نے جس بچے کو اللہ پاک کے عطا کردہ علم کے مطابق قتل کیا، اس کے بعد جو بچہ عطا کیا گیا اس کے لئے "ارحم" کا لفظ حدیث پاک میں استعمال ہوا، صحیح البخاری میں ہے: "﴿...وَأَقْرَبَ رُحْمًا﴾ (الکھف 81) هما به أرحم منهما بالأول، الذي قتل خضر" ترجمہ: (تو ہم نے چاہا کہ اُن کا رب انہیں پاکیزگی میں پہلے سے بہتر اور حسنِ سلوک اور رحمت وشفقت میں زیادہ مہربان عطا کردے۔) یعنی ان والدین کو پہلے بچے جس کو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا تھا اس سے زیادہ ان پر رحم کرنے والا بچہ عطا کرے۔

(بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب قولہ فلما بلغ مجمع۔ ج2، ص689، مطبوعہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

24 جمادی الاولی 1446ھ / 27 نومبر 2024ء

سوال: محمد ابان نام رکھنا کیسا؟ سائل: محمد ابان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

محمد ابان نام رکھ سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ اصل نام محمد اور پکارنے کے لئے ابان رکھا جائے۔
ابان سعید صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ کا نام ہے لہذا یہ مبارک یعنی برکت والا نام ہے۔

اسد الغابہ میں ہے:"ابان بن سعید بن العاص بن امیہ۔۔۔ وقال بن مندۃ تقدم اسلام اخیہ عمرو یعنی اخا ابان۔۔۔وقال الزھری ان ابان بن سعید بن العاص املی مصحف عثمان علی زید بن ثابت بامر عثمان،"

(اسد الغابہ، ابان بن سعید، ص 37،36،35، ملتقطا)

ماہنامہ فیضان مدینہ میں ہے:"حضرت سیدنا ابان بن سعید بن عاص اموی قرشی رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی، کاتبِ وحی اور اموی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

(مضمون: روشن ستارے، ماہنامہ فیضان مدینہ، دسمبر 2022ء)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

6 شعبان 1446ھ /5 فروری 2025ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

ریان نام رکھنا کیسا

سوال: نام "رِیان" ہوتا ہے یا "رایان" ان میں سے کونسا رکھ سکتے ہیں اور معنیٰ بھی بتا دیجئے؟

سائل: محمد احمد رضا سیال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

یہ را کے زبر، یا کی تشدید اور زبر کے ساتھ "رَیَّان" ہے، نام رکھنا درست ہے۔ اس کا معنیٰ ہے سیر اب۔ ریان جنت کے ایک دروازہ کا نام ہے جس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔

المنجد میں ہے، "الرَّیَّان": سیر اب۔ (المنجد، صفحہ 324، مطبوعہ لاہور)

بخاری و مسلم میں ہے، سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "إن في الجنة بابا يقال له: الرَّيَّانُ، يدخل منه الصائمون يوم القيامة، لا يدخل منه أحد غيرهم، يقال: أين الصائمون؟ فيقومون، لا يدخل منه أحد غيرهم، فإذا دخلوا أغلق فلم يدخل منه أحد" جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ روزِ قیامت اس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے۔ ان کے سوا اس سے کوئی اور داخل نہیں ہو گا۔ کہا جائے گا: روزے دار کہاں ہیں؟ تو وہ کھڑے ہوں گے (اور اس سے داخل ہو جائیں گے)، ان کے علاوہ اس سے کوئی اور داخل نہیں ہو گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا۔ چنانچہ کوئی اور اس سے داخل نہیں ہو گا۔ جائے گا، پس پھر کوئی اس دروازے سے داخل نہ ہو گا۔

(بخاری، ج 1، ص 625، حدیث 1896)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

4 جمادی الاولی 1446ھ / 7 نومبر 2024ء

169

عروش نام رکھنا

سوال: بچی کا نام عروش رکھ سکتے ہیں؟ سائل: آصف رحمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عروش عرش کی جمع ہے جس کا معنی ہے چھتیں، خیمے وغیرہ نام رکھنے میں حرج نہیں مگر بہتر ہے کہ بچی کا نام صحابیات وصالحات کے نام پر رکھا جائے تاکہ نیک خواتین اور ان کے نام کی برکات حاصل ہوں۔ حدیث پاک میں نیک اور اچھے لوگوں کے نام پر نام رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اچھے ناموں کی تفصیل کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "نام رکھنے کے احکام" کا مطالعہ کریں۔

المنجد میں ہے:" العرش من البیت" چھت "العرش" شامیانہ خیمہ، ج اعراش وعروش،

(المنجد، ص550، مطبوعہ لاہور)

سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" تسموا بخیارکم "ترجمہ: اچھوں کے نام پر نام رکھو۔

(الفردوس بماثور الخطاب، ج2، ص58، حدیث:2329، دار الکتب العلمیہ بیروت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

25 رجب 1446ھ /26 جنوری 2025ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

170

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

عون محمد نام رکھنا

سوال: کیا عون محمد نام رکھنا جائز ہے اور کیا یہ کسی بزرگ کا نام ہے، اس کا مطلب بھی بتادیں؟

سائل: عبد الحلیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

عون محمد نام رکھنا درست ہے۔ اس کا مطلب ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد یا حضور علیہ السلام کے دین کا مددگار۔ الگ الگ عون و محمد سیدین امامین کریمین حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بھانجوں کا نام ہے۔

کتاب "جنتی زیور" میں ہے: "حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا 2ھ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت محسن اور تین صاحبزادیاں زینب ام کلثوم و رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہن پیدا ہوئیں حضرت محسن و رقیہ تو بچپن ہی میں وفات پاگئے حضرت ام کلثوم کی شادی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی جن کے شکم مبارک سے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب کی شادی حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوئی جن کے فرزند عون و محمد کربلا میں شہید ہوئے۔"

(جنتی زیور، صفحہ 503، مکتبۃ المدینہ)

سوانح کربلا میں ہے: "حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو پوتے حضرت محمد اور حضرت عون رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حاضر ہو کر شہید ہوئے ان کے والد کا نام عبد اللہ بن جعفر ہے اور حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقیقی بھانجے ہیں۔ ان کی والدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔" (سوانح کربلا، صفحہ 127، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

12 جمادی الاخری 1446ھ / 15 دسمبر 2024ء

سوال: سدرۃ المنتہیٰ کیا ہے اور کیا سدرہ نام رکھنا درست ہے؟ سائل: سعید علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں بیری کا درخت ہے جس کی شاخیں ساتویں آسمان میں بلکہ اس سے بھی بلند ہیں، منتہیٰ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں فرشتوں اور شہداو متقین کی ارواح کی انتہا ہوتی ہے یعنی اس سے آگے نہیں جاسکتیں، اور زمین سے اوپر جانے والی چیزیں اور اوپر سے نیچے آنے والی چیزیں اس تک آکر رک جاتی ہیں۔ سدرہ نام رکھنے میں حرج نہیں، مگر بہتر یہی ہے کہ بچوں کے نام انبیاء علیہم السلام یا صحابہ وصالحین کے ناموں پر، اور بچیوں کے نام صحابیات وصالحات کے ناموں پر رکھے جائیں۔

تفسیر صراط الجنان میں ہے: "{سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى: سدرۃ المنتہیٰ۔} سدرۃ المنتہیٰ بیری کا ایک درخت ہے، اس کی جڑ چھٹے آسمان میں ہے اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان میں پھیلی ہیں جبکہ بلندی میں وہ ساتویں آسمان سے بھی گزر گیا ہے، اس کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں جیسے اور پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں۔ مفسرین نے اس درخت کو سدرۃ المنتہیٰ کہنے کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں۔ ان میں سے دو وجوہات درج ذیل ہیں: (1)... فرشتے، شہداء اور متقی لوگوں کی ارواح اس سے آگے نہیں جاسکتیں اس لئے اسے سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں۔ (2)... زمین سے اوپر جانے والی چیزیں اور اوپر سے نیچے آنے والی چیزیں اس تک آکر رک جاتی ہیں اس لئے اسے سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں۔ (صراط الجنان، ج9، پارہ27، سورہ نجم: 14، مکتبۃ المدینہ)

نام رکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کتاب "نام رکھنے کے احکام" کا مطالعہ کریں، اس میں کثیر نام بمع معانی موجود ہیں۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

محمد شاہد حمید قادری

24 محرم الحرام 1446ھ / 31 جولائی 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

کونسا نام رکھنا منع ہے

سوال: شریعت میں کونسا نام رکھنا منع ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ایسا نام رکھنا منع ہے جو تزکیۂ نفس، خودستائی، اسی طرح بُرے معنی یا فخر و تکبر والے معنی پر مشتمل ہو، یا بے معنی ہو۔
حضرت زینب بنت ابی سلمہ کہتی ہیں کہ میرا نام بَرّہ رکھا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لاتزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البِر منکم سموھا زینب، رواہ مسلم "خود اپنی صفائیاں نہ دو تم میں سے بھلائی والے کو اللہ جانتا ہے۔ اور حضرت ابن عمر سے مروی کہ حضرت عمر کی بیٹی کا نام عاصیہ تھا" فسماھا رسول اللہ ﷺ جمیلۃ، رواہ مسلم "تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام جمیلہ رکھا۔ (مشکوۃ، کتاب الاداب، باب الاسامی، ج2، ص421، مطبوعہ لاہور)
مرآۃ شرح مشکوۃ میں ہے: "اس لئے کہ (ان) ناموں میں فخر و تکبر کا اظہار ہے۔ نہ ذلت کے نام رکھو، نہ فخر و تکبر کے۔"
مزید اسی میں ہے: "بے معنی یا برے معنی والے نام ممنوع ہیں۔"
(مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب الاسامی، ج6، ص286،285 قادری پبلشرز لاہور)
اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "وہ تمام نام جن میں مسمی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے--- شمس الاسلام، بدرالاسلام وغیر ذٰلک، سب کو علماء اسلام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ و ممنوع رکھا، اکابر دین قدست اسرارہم کہ امثال اسامی سے مشہور ہیں، یہ ان کے نام نہیں القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفا انہیں ان لقبوں سے یاد کیا، جیسے شمس الائمہ حلوائی، فخر الاسلام بزدوی، تاج الشریعہ، یونہی محی الحق والدین حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ۔" (فتاوی رضویہ، جلد24، صفحہ683، رضا فاؤنڈیشن لاہور)
صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "ایسے نام جن میں تزکیہ نفس اور خودستائی نکلتی ہے، ان کو بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بدل ڈالا برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا کہ "اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرو۔"
(بہار شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ604، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

24 جمادی الاولی 1446ھ / 27 نومبر 2024ء

متفرقات

173

امام کی دُعا کے دوران اپنی دعا مانگنا

سوال: فرض نماز کے بعد امام صاحب بلند آواز سے دُعا مانگ رہے ہوں اس دوران اپنی دُعا مانگنا کیسا؟

سائل: یس کاشف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

امام صاحب کے دعا مانگنے کے دوران اپنی دُعا مانگنے میں حرج نہیں، کیونکہ احادیث میں نماز کے بعد مختلف دعائیں مانگنے کی ترغیب موجود ہے۔ لہذا اس دوران خود بھی دُعا کی جا سکتی ہے۔

سنن نسائی میں ہے: "عن معاذ بن جبل قال اخذ بيدى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انى لاحبك يا معاذ فقلت وانا احبك يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلاتدَعُ ان تقول فى (دبر) كل صلاة: رَبِّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ" حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبت کرتا ہوں، فرمایا: تو ہر نماز کے بعد اسے کہہ لینا، چھوڑنا نہیں۔ یعنی اے پروردگار! تو اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما۔ (سنن النسائی، کتاب السھو، نوع آخر من الدعاء، ج 1، ص 192، مطبوعہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

محمد شاہد حمید قادری

24 رجب 1446ھ /25 جنوری 2025ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

امام بخاری کا احترام حدیث

سوال: کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث لکھنے سے پہلے غسل کرتے، دو رکعت نماز پڑھتے استخارہ کرتے، پھر حدیث شریف لکھتے اگر ایسا ہے تو حوالہ کے ساتھ بیان کریں؟ سائل: اویس سرور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

محدثین نے یہ نقل کیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرمان مصطفی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا انتہائی ادب واحترام کرتے ہوئے اپنی کتاب میں حدیث پاک لکھنے سے پہلے غسل کرتے اور دو رکعت پڑھتے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ کا یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے مثال عشق و محبت پر دلالت کرتا ہے۔

فتح الباری میں ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "ما کتبت فی کتاب الصحیح حدیثاً الا اغتسلت قبل ذالك وصلیت رکعتین "یعنی میں نے بخاری شریف کی ہر حدیث لکھنے سے پہلے وضو کر کے دو (2) رکعت نماز ضرور پڑھی۔

(مقدمہ فتح الباری، الفصل الاول فی بیان السبب... الخ، ج 1، ص 10)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

5 جمادی الاولی 1446ھ / 8 نومبر 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

175

اہل و عیال پر خرچ کرنا

سوال: کیا اہل و عیال پر خرچ کرنے کا اجر و ثواب ہے؟ سائل: کامران کامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

دین اسلام میں اہل و عیال پر خرچ کرنے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کی ترغیب موجود ہے۔ بلکہ حدیث پاک کے مطابق اہل و عیال، بیوی بچوں پر خرچ کرنا صدقہ اور کارِ خیر یعنی نیکی و بھلائی کا کام ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اذا اعطی اللہ تعالی احد کم خیرا فلیبدأ بنفسہ واھل بیتہ "جب خدا کسی کو مال دے تو خود اپنے اور گھر والوں پر خرچ کرے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب الناس تبع لقریش---، ج2، ص120، مطبوعہ کراچی)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا: "اذا انفق المسلم نفقۃ علی اھلہ وھو یحتسبھا کانت لہ صدقۃ "مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے، اگر ثواب کے لیے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔

(بخاری، کتاب النفقات، باب فضل النفقۃ علی الاھل... الخ، ج2، ص805، مطبوعہ کراچی)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

18 رجب 1446ھ /19 جنوری 2025ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے 70 شادیاں کی تھیں؟ دلیل کے ساتھ ارشاد فرمائیں؟

سائل: شاہ زیب مصطفائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے لکھا ہے کہ آپ نے یکے بعد دیگرے ستر سے زائد نکاح کئے۔ آپ عورتوں کی رضامندی کے ساتھ ان سے نکاح کرتے۔ بلکہ ان کے ولی، سرپرست اسے باعث سعادت وفخر سمجھتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے سے رشتہ داری کے حصول کے لیے اپنی لڑکیوں کا عقد کرتے۔

سیر اعلام النبلاء میں ہے:"وکان منکاحا مطلاقا تزوج نحوا من سبعین امراۃ وقلما یفارقہ اربع ضرائرعن.عن جعفر الصادق: أن عليًا قال: يا أهل الكوفة! لاتزوجوا الحسن، فإنه مطلاق. فقال رجل: والله لنزوجنه، فما رضي أمسك، وما كره طلق. قال ابن سيرين: تزوج الحسن امرأة، فأرسل إليها بمائة جارية، مع كل جارية ألف درهم"ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کثرت سے نکاح کرنے والے اور طلاق دینے والے تھے، ستر سے زائد عورتوں سے نکاح کیے بیک وقت ان کے نکاح میں چار عورتیں رہتیں، اور امام جعفر صادق سے مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے اے کوفہ والو! اپنی لڑکیوں کا نکاح حسن سے مت کراؤ کہ وہ کثرت سے طلاق دیتا ہے، تو ایک مرد نے کہا ہم ان سے نکاح کرائیں گے چاہیں تو پاس رکھیں چاہیں تو طلاق دیں۔ ابن سیرین نے کہا امام حسن نے ایک عورت سے نکاح کیا تو اس عورت کی طرف سو باندیاں بھیجیں اور ہر باندی کے ساتھ ایک ہزار چاندی کے درہم دیئے۔ (سیر اعلام النبلاء، من صغار الصحابۃ، ج 3، ص 253، مؤسسۃ الرسالۃ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

25 جمادی الاخری 1446ھ / 28 دسمبر 2024ء

سوال: امت مسلمہ اور امت محمدی میں کیا فرق ہے رہنمائی فرمائیں؟ سائل: ابو حمزہ عمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مراد ایک ہی ہے فرق صرف الفاظ میں ہے کہ اللہ پاک کے ہاں پسندیدہ دین صرف دین اسلام ہے اور اس کے ماننے والوں کا نام **مسلمان** رکھا، تو اس نسبت سے امت مسلمہ کہا جاتا ہے یعنی اسلام لانے والی امت۔ اور امت محمدیہ حضور نبی کریم رؤف رّحیم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وبارک وسلم کے پاکیزہ مبارک نام نامی اسم گرامی **محمد** کی نسبت سے امت محمدیہ کہا جاتا ہے۔

اللہ کریم نے فرمایا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ---o بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔
(پارہ 3، آل عمران: 19)

اللہ تعالٰی نے فرمایا: هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ﳔ مِنْ قَبْلُ---o اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں۔
(پارہ 3، آل عمران: 19)

اور اللہ تعالٰی نے فرمایا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ محمد اللہ کے رسول ہیں۔
(پارہ 26، الفتح: 29)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

محمد شاهد حمید قادری

11 رجب 1446ھ / 12 جنوری 2025ء

بات بات پر قسم کھانا

سوال: کیا اللہ پاک کا یہ فرمان: "اور ہر ایسے آدمی کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل۔" صرف کفار کیلئے یا مسلمان کے بارے یہی حکم ہے؟

سائل: عبد اللہ عمر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگرچہ اس آیت مبارکہ کا تعلق ایک خاص واقعہ کے ساتھ ہے مگر علماء کرام نے اسی آیت کی روشنی میں بات بات پر قسم کھانے سے منع فرمایا ہے، ایسا کرنے سے آدمی کی وقعت اور اعتبار ختم ہو تا ہے۔ لہذا زیادہ قسمیں کھانے کی عادت درست نہیں۔

صراط الجنان میں ہے: "اس آیت سے ان مسلمانوں کو بھی نصیحت حاصل کرنی چاہئے کہ جو بات بات پر اللہ تعالیٰ کی یا قرآن کی قسمیں اٹھانا شروع کر دیتے ہیں اور بسا اوقات جھوٹے ہونے کے باوجود بھی کثرت کے ساتھ قسمیں کھاتے نظر آتے ہیں تاکہ کسی طرح ان کی بات کو سچ مان لیا جائے اور ان کے اس عمل کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں ان کی جو عزت اور مقام بنتا ہے وہ سب اچھی طرح جانتے ہیں۔ زیادہ قسمیں کھانے اور قسموں کو دھوکا دینے اور فساد برپا کرنے کا ذریعہ بنانے سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ" (بقرہ:224) ترجمہ: اور اپنی قسموں کی وجہ سے اللہ کے نام کو آڑ نہ بنالو۔ اور ارشاد فرماتا ہے: "وَلَا تَتَّخِذُوْۤا اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ" (نحل:94) ترجمہ: اور تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان دھوکے اور فساد کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ قدم ثابت قدمی کے بعد پھسل جائیں گے اور تم اللہ کے راستے سے روکنے کی وجہ سے سزا کا مزہ چکھو گے اور تمہارے لئے بہت بڑا عذاب ہو گا۔ اور قسموں کے بدلے دنیا کا ذلیل مال لینے والوں کے بارے ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ" (آل عمران:77) ترجمہ: بیشک وہ لوگ جو اللہ کے وعدے اور اپنی قسموں کے بدلے تھوڑی سی قیمت لیتے ہیں، ان لوگوں کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ قیامت کے دن نہ توان سے کلام فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت اور عقل سلیم عطا فرمائے، اٰمین۔"

(تفسیر صراط الجنان، ج10، سورہ قلم، آیت:10، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

29 رجب 1446ھ / 30 جنوری 2025ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

توبہ قبول ہونے کی نشانی

سوال: السلام علیکم توبہ کی قبولیت کی نشانی کیا ہو گی؟ سائل: علی شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

حقیقت حال تو اللہ پاک بہتر جانتا ہے، ہاں توبہ کی قبولیت کی نشانی یہ ہے کہ آئندہ گناہ سے بچے اور نیک عمل بجا لائے، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور بُروں سے دُور رہے۔

حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ایک عالم سے پُوچھا گیا: ایک آدمی توبہ کرے، تو کیا اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہوئی ہے یا نہیں؟ فرمایا: اس میں حکم تو نہیں دیا جا سکتا، البتہ اس کی علامت ونشانی ہے جس سے توبہ قبول ہونے کا پتہ چلتا ہے، اگر اپنے آپ کو آئندہ گناہ سے بچتا دیکھے اور رَبِّ کریم کو ہر دم موجود جان کر (کہ اللہ دیکھ رہا ہے) نیک لوگوں سے قریب ہو، بُروں سے دُور رہے، تھوڑی دُنیا کو بہت سمجھے اور آخرت کے بہت عمل کو تھوڑا جانے، دل ہر وَقت اللہ پاک کے فرائض میں مُنہمک رہے، زبان کی حفاظت کرے، ہر وَقت غور و فکر کرے، جو گناہ کر چکا ہے، اس پر غم و غُصّہ اور شرمندگی محسوس کرے (تو سمجھ لو کہ توبہ قبول ہو گئی)۔

(مکاشفۃ القلوب مترجم، آٹھواں باب، توبہ کا بیان، ص 61، مطبوعہ لاہور، مفہوماً)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

26 جمادی الاخری 1446ھ / 29 دسمبر 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

جوتا اُلٹا ہو تو سیدھا کر دیا جائے

سوال: اکثر جوتا الٹا ہو جائے تو گھر والے سختی سے کہتے ہیں کہ سیدھا کرو۔ کیا جوتا الٹا ہونے کا شرعی مسئلہ ہے یا اس میں کیا حکمت ہے؟ سائل: امتیاز احمد شمس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

علماء کرام نے اُلٹا جوتا دیکھنے یا سیدھا نہ کرنے کو تنگدستی کے اسباب میں شمار کیا ہے، لہذا جوتا اُلٹا کرنے سے بچنا چاہیئے اگر الٹا پڑا ہو تو فوراً سیدھا کر دیا جائے۔

خلیل ملت حضرت علامہ مولانا مفتی خلیل خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: "(تنگدستی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ) اوندھے جوتے کو دیکھنا اور اس کو سیدھا نہ کرنا" دولتِ بے زوال "میں لکھا ہے کہ اگر رات بھر جوتا اوندھا پڑا رہا تو شیطان اس پر آن کر بیٹھتا ہے وہ اس کا تخت ہے۔"

(سنی بہشتی زیور حصہ 5، ص602، 601، فرید بک سٹال لاہور)

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: "استعمالی جوتا اُلٹا پڑا ہو تو سیدھا کر دیجئے۔" (چار سنسنی خیز خواب، صفحہ 28، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

21 جمادی الاخری 1446ھ / 24 دسمبر 2024ء

181

تصویر بنوانا کیسا

سوال: کیا تصویر بنوانا درست ہے؟ سائل: عثمان رمضان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

بلا عذر شرعی پرنٹ شدہ تصویر بنانا، بنوانا ناجائز و گناہ ہے۔ لہذا اس سے بچا جائے اور توبہ و استغفار کیا جائے۔

بخاری میں ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ان الملئکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب او صورۃ" یعنی جس گھر میں تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (بخاری، ج1، ص179، مطبوعہ کراچی)

امیر المومنین علی کرم اللہ وجھہ سے مروی، "صنعت طعاما فدعوت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجاء فرأی تصاویر فرجع فقلت یا رسول اللہ ما رجعک بابی وامی قال ان فی البیت سترا فیہ تصاویر وان الملئکۃ لا تدخل بیتا فیہ تصاویر" میں نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی حضور تشریف فرما ہوئے پردے پر کچھ تصویریں بنی دیکھیں، واپس تشریف لے گئے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر نثار کس سبب سے حضور واپس ہوئے، فرمایا گھر میں ایک پردے پر تصویریں تھیں اور ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں ہوں۔ (سنن النسائی، کتاب الزینۃ التصاویر، ج2، ص300، مطبوعہ کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے: "حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا، بنوانا، اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا ہے اور اس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور ان کے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا، احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں۔" (فتاوی رضویہ، ج21، ص426، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

11 رجب 1446ھ / 12 جنوری 2025ء

182

آن لائن

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

حضرت یونس علیہ السلام کا مزار

سوال: حضرت یونس علیہ السلام کا مزار شریف کہاں پر ہے؟ سائل: وقار یونس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حضرت یونس علیہ السلام کا مزار شریف **"حَلْحُول"** نامی بستی میں ہے، جہاں مسجد اور منارہ بھی ہے لوگ دور دراز سے سفر کر کے آپ کے مزار کی شریف کی زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

ماہنامہ فیضان مدینہ دسمبر 2023ء میں الانس الجلیل و معجم البلدان کے حوالے سے ہے،

وفات و مزار مبارک: "حضرت یونس علیہ السّلام کی وفات اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی وفات میں 815 سال کا فاصلہ ہے، جس شہر میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قبر منوّر ہے اس کے اور بیت المقدس کے درمیان قریب ایک گاؤں میں حضرت یونس علیہ السّلام کی قبر انور ہے اس بستی کو **"حَلْحُول"** کہا جاتا ہے قبر انور کے قریب ایک مسجد اور منارہ بھی ہے لوگ دور دراز کا سفر کر کے قبر انور کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔" (الانس الجلیل، 267/1- معجم البلدان، 2/ 172، ماہنامہ فیضان مدینہ حضرت یونس علیہ السّلام، جمادی الاولیٰ / جمادی الاخریٰ 1445ھ | دسمبر 2023ء)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

7 جمادی الاولیٰ 1446ھ / 10 نومبر 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: جمعہ کے دونوں خطبوں میں قرآن وحدیث پڑھنا اور نہ پڑھنا کیسا؟ سائل: محمد ظہور قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جمعہ کے دونوں خطبوں میں حمد وثنا کے ساتھ قرآن کریم کی ایک طویل آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا اور پہلے خطبے میں وعظ و نصیحت اور دوسرے خطبے میں مسلمانوں کے لئے دُعا کرنا یہ خطبہ کی سنتوں میں سے ہے۔ لہذا آیت کا بھی تلاوت نہ کرنا خلاف سنت اور بُرا ہے۔ اور حدیث پاک بیان کرنا بھی اچھا ہے جبکہ وعظ و نصیحت پر مشتمل ہو۔ اور اگر حدیث بیان نہیں کی تو حرج نہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "﴿وعاشرھا﴾ العظة والتذکیر ﴿والحادی عشر﴾ قراءة القرآن وتارکھا مسیئ ھکذا فی البحر الرائق ومقدار مایقرء فیھا من القرآن ثلاث آیات قصار او آیة طویلة کذا فی الجوھرة النیرة"

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، سنن الخطبہ، ج 1، ص 147، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں: الحمد سے شروع کرنا۔ اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔ اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجنا۔ کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔ پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔ دوسرے میں حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا۔ دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔"

(بہار شریعت، حصہ 4، جمعہ کا بیان، مسئلہ: 25، مکتبۃ المدینہ، ملتقطاً)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

16 جمادی الاخری 1446ھ / 19 دسمبر 2024ء

راز رکھنے کیلئے جھوٹ بولنا

سوال: کسی کا راز رکھنے کے لئے جھوٹ بولنا کیسا؟ سائل: محمد اعجاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

جھوٹ بولنا جائز نہیں، باقی راز کس قسم کا ہے اسے دیکھ کر حکم لگایا جاسکتا ہے، اگر راز ایسا نہیں جس کا ظاہر کرنا شرعاً لازم ہو تو اُسے چھپانے کے لئے توریہ سے کام لیا جائے۔ ورنہ اگر راز ظاہر کرنے کی صورت میں فساد ہو تو جھوٹ کی اجازت بھی ہو سکتی ہے۔ اور شک ہو کہ سچ بولنے میں فساد ہو گا یا جھوٹ بولنے میں، تو پھر جھوٹ بولنا حرام و گناہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "وینبغی ان یقابل مفسدۃ الکذب بالمفسدۃ المترتبۃ علی الصدق فان کانت مفسدۃ الصدق اشد فلہ الکذب وان بالعکس او شک حرم" (ردالمحتار، کتاب الحظر، فصل فی البیع، ج9، ص705، دارالمعرفہ بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ ہر مذہب والے اس کی برائی کرتے ہیں تمام ادیان میں یہ حرام ہے اسلام نے اس سے بچنے کی بہت تاکید کی، قرآن مجید میں بہت مواقع پر اس کی مذمت فرمائی اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت آئی۔ حدیثوں میں بھی اس کی برائی ذکر کی گئی، اگر سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور اگر جھوٹ بولنے میں فساد ہوتا ہو تو حرام ہے اور اگر شک ہو معلوم نہیں کہ سچ بولنے میں فساد ہو گا یا جھوٹ بولنے میں، جب بھی جھوٹ بولنا حرام ہے۔"

(بہار شریعت، ج3، حصہ 16، جھوٹ کا بیان، ص515،518، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

محمد شاھد حمید قادری

18 شعبان 1446ھ / 17 فروری 2025ء

185

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ ہیں یا آزر درست کیا ہے؟ سائل: محمد طیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ ہے جو کہ مومن تھے یہی درست قول ہے۔ آزر چچا ہے جو مشرک تھا اور چچا کیلئے عربی میں اب کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس لئے قرآن کریم میں اس کیلئے اب کا لفظ استعمال ہوا۔

تفسیر صراط الجنان میں ہے: "یہاں آیت میں آزر کیلئے "اَب" کا لفظ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا ایک معنی ہے "باپ" اور دوسرا معنی ہے "چچا" اور یہاں اس سے مراد چچا ہے، جیسا کہ قاموس میں ہے: آزر حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے چچا کا نام ہے۔ (القاموس المحیط، باب الرائ، فصل الھمزۃ، ۴۹۱/۱، تحت اللفظ: الازر)، اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "مَسَالِکُ الحُنَفَاء" میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ نیز چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں اور قرآن و حدیث میں بھی چچا کو باپ کہنے کی مثالیں موجود ہیں۔"

(تفسیر صراط الجنان، ج3، الانعام:74، مکتبۃ المدینہ)

مرآۃ المناجیح میں ہے: "تحقیق یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے، قرآن کریم یا حدیث شریف میں اسے باپ کہنا مجازاً ہے، ان کے والد کا نام تارخ ہے وہ مؤمن موحد تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد از آدم علیہ السلام تا حضرت عبد اللہ سارے ہی مؤمن موحد ہیں کوئی مشرک کافر زانی نہیں، یہ نسب پاک ان دونوں عیبوں سے منزہ ہے۔" (مرآۃ المناجیح، حشر کا بیان، ج7، ص276، قادری پبلشرز)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

محمد شاھد حمید قادری

28 شعبان 1446ھ/27 فروری 2025ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

بہن بھائیوں کو صدقہ دینے کا حکم

سوال: بہن بھائیوں کو صدقہ دینا کیسا؟ سائل: ظفر اقبال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر صدقہ واجبہ ہو مثلاً زکوۃ، فطرہ وغیرہ اور بہن بھائی شرعی فقیر ہوں یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی رقم کے ضروریات زندگی کے علاوہ مالک نہ ہوں تو صدقہ واجبہ دے سکتے ہیں، اگر مذکورہ رقم یا اتنی مالیت کے سامان، زیور وغیرہ کے مالک ہوں تو نہیں دے سکتے۔ اور صدقہ نافلہ ہو تو شرعی فقیر نہ ہونے کی صورت میں بھی دے سکتے ہیں۔ بہن بھائیوں کو دینا افضل ہے، بلکہ جس کے بہن بھائی مستحق ہوں اور انہیں نہ دے تو صدقہ قبول نہ ہونے کی وعید حدیث پاک میں موجود ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "والافضل فی الزکوۃ والفطر والنذر الصرف اولا الی الاخوۃ والاخوات ثم الی اولادھم ثم الی الاعمام والعمات ثم الی اولادھم ثم الی الاخوال والخالات ثم الی اولادھم ثم الی ذوی الارحام ثم الی الجیران ثم الی اھل حرفتہ ثم الی اھل مصرہ او قریتہ کذا فی السراج الوھاج۔"

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع في المصارف، ج 1، ص 190، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "زکاۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اوّلاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ... إلخ، ج 3، ص 297، ک)

حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اُمتِ محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالی اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا، جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالی اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔" (بہار شریعت، حصہ 4، مال زکاۃ کن لوگوں پر صرف کیا جائے، مسئلہ: 49، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

14 جمادی الاخری 1446ھ / 17 دسمبر 2024ء

187

کون کون سے اعمال سنت کفایہ ہیں

سوال: سنت کفایہ کونسے اعمال ہیں؟ سائل: اعجاز احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

تراویح کی جماعت، رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف سنت کفایہ ہے اگر سب نے تراویح کی جماعت چھوڑی تو گناہ گار ہوں گے۔ اور چند نے پڑھ لی تو نہ پڑھنے والے جماعت کی فضیلت سے محروم ہیں۔ اور اگر شہر میں ایک نے اعتکاف کر لیا تو سب بریٔ الذمہ اور سب نے نہ کیا تو سب سے مطالبہ ہو گا۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: " والجماعة فيها سنة على الكفاية كذا فى التبيين وهو الصحيح ۔ ولو ترك اهل المسجد كلهم الجماعة فقد اساءوا واثموا كذا فى محيط السرخسى وان تخلف واحد من الناس وصلاها فى بيته فقد ترك الفضيلة "

(فتاوی ہندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج1، ص116، دار الفکر بیروت)

الدر المختار و رد المحتار میں ہے: " وسنة مؤكدة فى العشر الاخير من رمضان اى سنة كفاية كما فى البرهان ۔۔۔ نظيرها اقامة التراويح بالجماعة فاذا قام بها البعض سقط الطلب عن الباقين فلم يأثموا بالمواظبة على ترك بلا عذر "

(الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج2، ص442، دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "تراویح میں جماعت سنتِ کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گنہگار ہوں گے۔ اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہو گا اور شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ۔"

اسی میں ہے: "اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہو گا اور شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ۔" (بہار شریعت، حصہ 4، ص691، و حصہ 5، ص1021، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

کتبہ

محمد شاھد حمید قادری

26 شعبان 1446ھ / 25 فروری 2025ء

سوال: فرض کفایہ کون کون سے عمل ہیں، وضاحت فرمائیں؟ سائل: احسان احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

چند احکام فرض کفایہ ہیں، مثلاً میت کو غسل دینا، کفن پہنانا، جنازہ پڑھنا یہ اعمال فرض کفایہ ہیں کہ بعض نے یہ کام کر لئے تو سب بریٔ الذمہ۔ اور جاننے کے باوجود کسی نے نہ کیا تو سب گناہگار ہوں گے۔ اسی طرح قرآن کریم حفظ کرنا بھی فرض کفایہ ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے: "غسل الميت حق واجب على الاحياء بالسنة واجماع الامة كذا فى النهاية ولكن اذا قام به البعض سقط عن الباقين كذا فى الكافى" (فتاوی ہندیہ، ج 1، ص 158، دار الفکر بیروت)

الدر المختار ورد المحتار میں ہے: "فعلى المسلمين تكفينه، اى العالمين به وهو فرض كفاية يأثم بتركه جميع من علم به --- والصلاة عليه صفتها فرض كفاية بالاجماع فيكفر منكرها لانه انكر الاجماع قنيه كدفنه وغسله وتجهيزه فانها فرض كفاية --- وحفظ جميع القرآن فرض كفاية" (در مختار مع رد المحتار، ج 2، ص 207، 206، وج 1، ص 538 دار الفکر بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "مسلمان میت کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے، اگر ایک نے نہلا دیا سب کے سر سے اتر گیا اور اگر کسی نے نہیں نہلایا سب گنہگار ہوں گے۔" اسی میں ہے: "میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔" ایک اور مقام پر ہے: "نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہوگئے، ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار ہوا۔ اسکی فرضیت کا جو انکار کرے کافر ہے۔" ایک اور مقام پر ہے: "پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ (ہے)۔"

(بہار شریعت، حصہ 2، ص 324، وحصہ 4، ص 817، وص 825، وحصہ 3، ص 545، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

محمد شاہد حمید قادری

26 شعبان 1446ھ / 25 فروری 2025ء

سوال: کیا دُعا کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنا حدیث سے ثابت ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

دُعا کے بعد چہرہ پر ہاتھ پھیرنا حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے مبارک عمل سے ثابت ہے۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ حدیث پاک بیان کرتے ہیں: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا دعا فرفع یدیہ مسح وجھہ بیدیہ" یعنی جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دُعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھاتے اور چہرہ مبارک پر مَل لیتے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء، ج 1، ص 219، رقم: 1492، مطبوعہ لاہور)

کتاب "صحاح ستہ اور عقائد اہلسنت" میں ہے: "دُعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھانا اور دُعا کے اختتام پر اپنے ہاتھوں کو چہرے پر ملنا سُنّت ہے۔"

(صحاح ستہ اور عقائد اہلسنت، صفحہ 176، زاویہ پبلشرز لاہور)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

23 رجب 1446ھ / 24 جنوری 2025ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یاحبیب اللہ

190

آن لائن
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

قرآن پاک کے صفحے کا کنارہ موڑنا

سوال: کیا نشانی لگانے کے لئے قرآن پاک کے صفحے کا کنارہ موڑ سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نشانی لگانے کے لئے اول تو دھاگہ لگا ہوتا ہے اسی کو استعمال کیا جائے مزید حاجت ہو کوئی صفحہ وغیرہ رکھ لیا جائے۔ قرآن کریم کے ورق کا کنارہ موڑنے سے ورق کا وہ حصہ کمزور ہونے سے جلد شہید ہو جاتا ہے لہذا یہ بالکل نہ کیا جائے کہ شہید ہونے کے بعد بے ادبی کا خدشہ ہے اور اتنا صفحہ موڑنا کہ لکھائی بھی والا حصہ بھی شامل ہو یہ تو بھی بالکل مناسب نہیں، کیونکہ قرآنِ کریم کا ادب و احترام بجالانا اور اس کی تعظیم نہایت ضروری ہے۔

اللہ پاک جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖؕ اُولٰٓىٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۠ ترجمہ کنز العرفان: وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے تو وہ اس کی تلاوت کرتے ہیں جیسا تلاوت کرنے کا حق ہے یہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اس کا انکار کریں تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ (سورہ بقرہ: 121)

مذکورہ آیت کے تفسیر صراط الجنان میں ہے: "قرآن مجید کے حقوق: اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کے بہت سے حقوق بھی ہیں۔ قرآن کا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے، اس سے محبت کی جائے، اس کی تلاوت کی جائے، اسے سمجھا جائے، اس پر ایمان رکھا جائے، اس پر عمل کیا جائے اور اسے دوسروں تک پہنچایا جائے۔"
(تفسیر صراط الجنان، پارہ 1، سورہ بقرہ، آیت: 121، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
محمد شاہد حمید قادری
28 جمادی الاخری 1446ھ / 31 دسمبر 2024ء

191

سو آدمیوں کا قاتل

سوال: سو آدمیوں کا قاتل بخشا گیا یہ واقعہ با حوالہ بیان کریں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

یہ واقعہ بخاری شریف میں ہے، واقعہ مع حوالہ ملاحظہ کریں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمی قتل کئے تھے، پھر مسئلہ پوچھنے نکلا، تو ایک راہب کے پاس پہنچا، اس سے پوچھا کہ کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ وہ بولا: نہیں، اس نے اسے بھی مار دیا اور مسئلہ پوچھتا رہا، "فقال لہ رجل: ائت قریۃ کذا وکذا، فأدرکہ الموت، فناء بصدرہ نحوھا، فاختصمت فیہ ملائکۃ الرحمۃ وملائکۃ العذاب، فأوحی اللہ إلی ھذہ أن تقربی، وأوحی اللہ إلی ھذہ أن تباعدی، وقال: قیسوا ما بینھما، فوجد إلی ھذہ أقرب بشبر، فغفر لہ "ترجمہ: پھر اسے کسی نے بتایا کہ فلاں بستی میں جا، اسی حال میں اسے موت آگئی، تو اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کر دیا، اس کے متعلق رحمت و عذاب کے فرشتوں نے جھگڑا کیا، رب نے اس بستی کی طرف حکم بھیجا کہ قریب آجا اور دوسری بستی کو فرمایا کہ دور ہو جا، پھر فرمایا: ان دونوں بستیوں کے درمیان راستہ ناپو، پس وہ راہب کی بستی کی طرف ایک بالشت قریب پایا گیا، چنانچہ اس کی مغفرت کر دی گئی۔

(صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار، جلد 1، صفحہ 493-494، مطبوعہ کراچی)

مرآۃ المناجیح میں ہے: "(وہ شخص) اس طرح گر کر مرا کہ اس کا چہرہ اور سینہ تو اس عالم کی بستی کی طرف تھا جہاں جا رہا تھا اور پیٹھ اس گناہوں کی بستی کی طرف جہاں سے آرہا تھا اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند آگئی۔" (مراۃ، ج 3، ص 382، مطبوعہ لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

3 رجب 1446ھ / 4 جنوری 2025ء

آن لائن الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

کُتا پالنا کیسا؟

سوال: کیا گھر میں کُتا رکھنے سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

حدیث پاک میں ہے کہ جس گھر میں کُتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ لہذا شوقیہ کُتا پالنا ناجائز، ملائکہ رحمت سے محرومی اور اجر میں کمی کا سبب ہے۔ ہاں گھر، مال یا کھیتی کی حفاظت اور درست نفع کے شکار کیلئے کُتا پالنے کی اجازت ہے۔

بخاری میں ہے: "لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ ولا کلب" ترجمہ: رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔ (بخاري، ج5 ص18، رقم:4002، بیروت)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی: "أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من اتخذ كلباً إلا كلب ماشية، أو صيد، أو زرع، انتقص من أجره كل يوم قيراط "یعنی جس شخص نے جانور یا شکار یا کھیتی وغیرہ کی حفاظت کے علاوہ کسی اور مقصد سے کتا پالا، اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط کم ہو گا۔ (ایک روایت میں دو قیراط کا ذکر ہے)۔ (سنن الترمذي، ج4، ص80)

فتاوی رضویہ میں ہے: "کتا پالنا حرام ہے، جس گھر میں کتا ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔۔ تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کے لئے شکار کی حاجت ہو، نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے، دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے اور حفاظت کی سچی حاجت ہو، ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں، غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں، آخر آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگر بے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے، خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلہ نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج24، ص658، 657، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

25 محرم الحرام 1446ھ / 1 اگست 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: کیا حدیث میں صبح اور شام کے وقت پیاز کھانے کی ممانعت ہے؟ سائل: رانا اصغر علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

صبح اور شام نہیں، کسی بھی وقت کچا لہسن یا پیاز کھا کر مسجد جانے کی ممانعت ہے، کہ اس کی بُو سے ملائکہ کو ایذاء ہوتی ہے۔ ہاں اگر انکی بُو کسی طرح سے زائل ہو گئی تو اب جانے کی اجازت ہے اسی طرح پکا کر کھالئے تو جا سکتے ہیں کہ پکنے سے ان کی بُو زائل ہو جاتی ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من اکل من ھذہ الشجرۃ الخبیثۃ فلایقربن مصلانا فان الملئکۃ تتاذی مما یتاذی منہ بنوادم،، جو اس گندے پیڑ میں سے کھالے یعنی کچا پیاز یا کچا لہسن وہ ہماری مسجد کے پاس نہ آئے جس سے انسان ایذاء پاتا ہے اس سے ملائکہ بھی ایذاء پاتے ہیں۔ (مسلم کتاب المساجد باب نہی من اکل ثوما ج 1 ص 209 مطبوعہ کراچی)

بہار شریعت میں ہے: "مسجد میں کچا لہسن، پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں، جب تک بو باقی ہو کہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "جو اس بدبودار درخت سے کھائے، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کہ ملائکہ کو اس چیز سے ایذا ہوتی ہے، جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔" اس حدیث کو بخاری و مُسلم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبُو ہو۔ جیسے گندنا (یعنی ایک قسم کی مشہور ترکاری جو لہسن سے مشابہ ہوتی ہے۔) مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بُو اڑتی ہے، ریاح خارج کرنا وغیرہ وغیرہ۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بدبُودار زخم ہو یا کوئی دوا بدبُودار لگائی ہو، تو جب تک بُو منقطع نہ ہو اس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے، یوہیں قصاب اور مچھلی بیچنے والے (یعنی جبکہ ان دونوں کے بدن یا کپڑے میں بو ہو۔ قصاب سے مراد قوم قصاب نہیں بلکہ وہ جو گوشت بیچتا ہو، چاہے وہ کسی قوم کا ہو۔ ۱۲ منہ) اور کوڑھی اور سفید داغ والے اور اس شخص کو جو لوگوں کو زبان سے ایذا دیتا ہو، مسجد سے روکا جائے گا"۔ (بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، ص 648، مسئلہ 24: مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

17 محرم الحرام 1446ھ / 24 جولائی 2024ء

گھر میں تصویر رکھنا

سوال: یادیں تازہ کرنے کے لئے گھروں میں تصویریں رکھنا کیسا؟ سائل: عثمان رمضان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

گھر میں تصویر رکھنے سے مراد اگر اسے بطور تعظیم لٹکانا ہے تو یہ ناجائز و گناہ ہے اور اگر کسی البم میں رکھنا ہے تو یہ بھی منع ہے۔

سیدی اعلی علیہ رحمۃ رب العزت فرماتے ہیں: "مگر ناجائز تصویریں حفاظت سے رکھ چھوڑنا خود ہی منع ہے اگرچہ صندوق میں بند رکھے اور نہ کھولے اگرچہ وہاں نماز مکروہ نہ ہو گی۔ ---اقول: ولاقرۃ عین فیہ لمن یمسک التصاویر فی صندوقہ لینظر فیھا متی شاء فانھا وان کانت مستورۃ مادامت فی الصندوق لکنہ یفتحہ ویخرجھا فتظھر فیاتی التحریم والامساک لامر ممنوع ممنوع---قال الامام الاجل قاضی خان فی فتاواہ لوامسک شیئا من ھذہ المعازف والملاھی یکرہ ویاثم وان کان لایستعملھا لان امساک ھذہ الاشیاء للھو عادۃ" اقول: (میں کہتا ہوں) اس میں کوئی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں اس آدمی کے لئے جو اپنے صندوق میں تصویریں بند کر رکھے اس مقصد کے لئے کہ جب چاہے صندوق کھول کر انہیں دیکھ لے، مذکورہ تصویریں اگرچہ صندوق میں بند ہونے کی وجہ سے مستور ہیں جب تک کہ صندوق میں ہیں لیکن جب وہ صندوق کو کھولے گا اور انہیں نکالے گا تو وہ سامنے آجائیں گی پھر حرمت پیدا ہو جائے گی کیونکہ کسی امر ممنوع کے لئے کسی چیز کو روکے رکھنا بھی ممنوع ہے، اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے کہ جس نے کسی عورت کو اپنی نگرانی میں پابند کر رکھا تھا تاکہ موقع پر اس سے بدکاری کا ارتکاب کرے، پھر جس وقت تک وہ بدکاری نہ کرے گا اس وقت بھی بدکاری کرنے کے گناہ میں گرفتار ہو گا اور اس لئے کہ اعمال کا مدار انسانی ارادوں پر ہے، لہذا ہم اللہ تعالی سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں، بلکہ اگر اس نے اسے روک رکھا اور جب چاہے دیکھنے کا ارادہ بھی نہ کیا تو پھر بھی اس میں یہ خرابی ہے کہ اس نے اس صورت میں اسی چیز کی حفاظت کی جس میں فساد ہے اور اسی طرح یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی گانا بجانا نہیں کرتا لیکن گانے کے آلات واسباب کو اپنے پاس روکے رکھتا ہے چنانچہ ہمارے ایک جلیل القدر امام فقیہ قاضی خاں نے اپنے فتاوی میں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص گانے بجانے اور لہو میں سے کسی چیز کو اپنے پاس روکے رکھے مکروہ ہے اور وہ اسی طرح کرنے سے گنہگار ہو گا اگرچہ انہیں اپنے استعمال میں نہ لائے، کیونکہ اس قسم کے آلات واسباب کو روکے رکھنا عادتاً کھیل تماشے کے لئے ہی ہوتا ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج24، ص626-623، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــہ

محمد شاہد حمید قادری

4 رجب 1446ھ / 5 جنوری 2025ء

سوال: مصافحہ کرتے وقت یغفر اللہ لنا ولکم دُعا پڑھنا کیسا؟ سائل: امتیاز عالم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جب دو دوست آپس میں ملیں، مصافحہ کریں اور اللہ پاک کی حمد کریں اور اس سے معافی چاہیں تو بخشش کر دی جاتی ہے لہذا اس موقع پر یہ دُعا "یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ" کرنی چاہیے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اذا التقی المسلمان فتصافحا وحمد اللہ واستغفراہ غفر لھما" جب دو مسلمان ملیں تو مصافحہ کریں اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس سے معافی چاہیں تو ان کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: " ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لھما قبل ان یفترقا" کوئی دو مسلمان نہیں جو آپس میں ملیں پھر مصافحہ کریں مگر ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں بخش دیئے جاتے ہیں۔ (سنن ابو داؤد، ج 1، ص 367، مطبوعہ لاہور)

مرآۃ المناجیح میں ہے: "مصافحہ سے گناہ صغیرہ جو ہاتھ سے کیے گئے معاف ہو جاتے ہیں، گناہ کبیرہ اور حقوق العباد معاف نہیں ہوتے (بلکہ یہ توبہ و استغفار کرنے سے معاف ہوں گے)۔--- یعنی مصافحہ کرتے وقت دونوں صاحب پہلے تو اللہ کی حمد اس کا شکر کریں کہ اس نے ان کو اسلام کی برکت سے بھائی بھائی بنادیا پھر ہر شخص دونوں کے لیے دعائے مغفرت کرے کہ کہے: یغفر اللہ لنا ولکم، بعض لوگ اس وقت درود شریف پڑھتے ہیں یہ بھی اچھا ہے کہ حضور کی سنت ادا کرتے وقت حضور پر درود شریف پڑھیں جن کے صدقہ میں یہ سنت ملی۔"

(مراۃ، ج 6، ص 255، قادری پبلشرز لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

4 رجب 1446ھ / 5 جنوری 2025ء

میت کے پاس کیا پڑھا جائے

سوال: جب کسی کی رُوح نکلے تو اس کے پاس کیا پڑھا جائے جو اس کی آخرت کی منزلیں آسان کرے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

میت کے پاس ذِکر اَذکار کیا جائے۔ رُوح نکلنے پر فقہانے دُعا پڑھنے کا کہا ہے وہ پڑھی جائے، اس کے علاوہ تسبیحات وغیرہ مثلاً سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، پڑھا جائے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے میں بھی حرج نہیں جبکہ میت کا بدن کپڑے سے مکمل ڈھکا ہوا ہو۔

الدر المختار میں ہے: "واذا مات تشد لحیاہ وتغمض عیناہ تحسینا لہ ویقول مغمضہ بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ۔۔۔۔"

(الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج2، ص193، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: "آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھے: بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَابَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَآئِكَ وَاجْعَلْ مَاخَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ. ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملّت پر، اے اللہ (عزوجل) تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تُو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اسے اس سے بہتر کر، جس سے نکلا (دنیا)۔ ۱۲،۔۔۔میت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جبکہ اسکا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔"

(بہار شریعت، موت آنے کا بیان، حصہ 4، مسئلہ: 6و11، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

محمد شاھد حمید قادری

9 رجب 1446ھ / 10 جنوری 2025ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

197

میٹھا کب کھایا کھائے

سوال: کیا کھانا کھانے سے پہلے میٹھا سنت ہے؟ سائل: مزمل عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کھانا کھانے سے پہلے میٹھا کھانا ثابت نہیں۔ لہذا ایسا نہ کہا جائے۔ ہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میٹھا اور شہد پسند فرماتے تھے۔ اور کھانا کھانے میں بہتر یہ ہے کہ کھانے کا اول اور آخر نمکین ہو کہ اس میں کئی بیماریوں سے شفا ہے۔ لہذا میٹھا نہ شروع میں ہو اور نہ آخر میں۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحب الحلوی والعسل" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میٹھا اور شہد پسند فرماتے تھے۔

(بخاری، کتاب الاطعمہ، باب الحلواء والعسل، ج2، ص817، مطبوعہ کراچی)

شعب الایمان میں ہے: "من ابتدا غداءہ بالملح اذھب عنہ سبعین نوعا من البلاء" یعنی جو کھانے کی ابتداء نمک سے کرے اس سے ستر قسم کی بیماریاں دور ہوں گی۔ (شعب الایمان، 8/100، مطبوعہ ریاض)

جنتی زیور میں ہے: "کھانے کی ابتداء نمک سے کریں اور نمک ہی پر ختم کریں کہ اس میں بہت سی بیماریوں سے شفاء ہے۔" (جنتی زیور، کھانے کا طریقہ، ص398، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

محمد شاہد حمید قادری

28 شعبان 1446ھ / 27 فروری 2025ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

نفع پر چیز بیچنا کیسا

سوال:200 کی چیز ہے اوپر قیمت 240 لکھی ہے تو کیا 240 میں بیچ سکتے ہیں؟ سائل: سجاد عطاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

نفع پر چیز بیچنا جائز ہے جبکہ بیع جھوٹ، دھوکہ وغیرہ گناہ پر مشتمل نہ ہو۔لہذا جھوٹ ودھوکے کے بغیر دوسو کی چیز دوسو چالیس کی بیچنا درست ہے۔ مگر کمپنی کا اضافی ریٹ، قیمت لکھنا قانوناً جرم اور غیر اخلاقی حرکت ہے اور گاہک بھی اس سے بدظن ہوتے ہیں لہذا اس سے بچنا چاہیئے۔ اور مناسب یہی ہے کہ مسلمانوں کی سہولت کے لئے اشیا کی جو عموماً قیمت ہو اسی پر بیچا جائے۔

سیدی اعلی حضرت امام اہلسنت علیہ رحمۃ رب العزت سے سوال ہوا، کیا چار پیسے کی چیز کا دگنی یا تین گنی قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے؟ تو آپ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:" دونوں باتیں جائز ہیں جبکہ جھوٹ نہ بولے، فریب نہ دے، مثلا کہا یہ چیز تین یا چار پیسے کی میری خرید ہے، اور خرید پونے چار کو تھی، یا کہا خرچ وغیرہ ملا کر مجھے سوا چار میں پڑی ہے اور پڑی تھی پونے چار کو، یا خریر وغیرہ ٹھیک بتائے مگر مال بدل دیا یہ دھوکا ہے، یہ صورتیں حرام ہیں ورنہ چیزں کے مول لگانے میں کمی بیشی حرج نہیں رکھتی۔"
(فتاوی رضویہ، کتاب البیوع، ج17، ص139، مسئلہ:51، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
محمد شاہد حمید قادری
16 جمادی الاخری 1446ھ / 19 دسمبر 2024ء

آن لائن الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

اصحاب کہف کا کتا اور بلعم باعور

سوال: کیا ایسی روایت ہے کہ اصحاب کہف کا کتا بلعم باعور کی شکل میں جنت میں اور اور بلعم باعور کتے کی شکل میں جہنم جائے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

معتبر کتب میں موجود ہے کہ بلعم باعور دولت کی حرص اور نافرمانی کے سبب ہلاک ہوا، معاذاللہ! یہ بلعم کتے کی شکل میں جہنم جائے گا۔ اور وہ کتا کہ جس نے اصحاب کہف محبوبانِ الٰہی رحمہم اللہ تعالی کی صحبت پائی، وہ بلعم کی شکل میں جنت جائے گا۔

مرقاۃ میں ہے: "وورد انہ تعالی یدخل النار بلعم بن باعورا علی صورۃ کلب اصحاب الکھف ویدخل الجنۃ کلبھم علی صورۃ بلعم "اور منقول ہے کہ اصحابِ کہف کا کتا بلعم باعور کی شکل میں جنت میں جائے گا اور بلعم اس کتے کی شکل ہو کر جہنم میں جائے گا۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، باب اسماء اللہ ۔، ج5، ص188، تحت رقم:2288، مطبوعہ کوئٹہ)

ملفوظاتِ اعلی حضرت میں ہے: "(بلعم باعور) بنی اسرائیل میں بہت بڑا عالم تھا۔ مُستَجابُ الدَّعوات تھا (یعنی اس کی دعا قبول ہوتی تھی) لوگوں نے اس کو بہت سامال دیا کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بددعا کرے۔ خبیث لالچ میں آگیا اور بددعا کرنی چاہی جو الفاظ موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے کہنا چاہتا تھا، اپنے لئے نکلتے تھے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے اس کو ہلاک کردیا۔ (تفسیر الطبری، الاعراف تحت الایۃ176، الحدیث:15431، ج6، ص123)، اَصحابِ کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کتا، بلعم باعور کی شکل بن کر جنّت میں جائے گا اور وہ اُس کتّے کی شکل ہو کر دوزخ میں پڑے گا۔ اسی کو فرمایا گیا ہے:--- فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَیْهِ یَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ یَلْهَثْؕ ---. ہم نے اس کو اپنی آیتیں دیں تو وہ نکل گیا ان سے، اور گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان آیتوں کے سبب بُلند فرمالیتے لیکن وہ تو زمین پکڑ گیا اور اُس سے نہ اٹھا گیا، اس نے اپنی خواہش کا اِتباع کیا (یعنی پیروی کی)۔ تو اس کا حال کتّے کی طرح ہے اگر تو اس پر بوجھ لادے تو ہانپے (زبان نکالے) اور اگر چھوڑ دے تو ہانپے یہ ان لوگوں کی مثل ہے جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذِیب کی (یعنی جھٹلایا)۔ (پ9، الاعراف:176-175)، (پھر سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا:) اُس (یعنی اصحاب کہف کے کتے) نے محبوبانِ خدا (عزوجل) کا ساتھ دیا اللہ (عزوجل) نے اس کو انسان بنا کر جنّت عطا فرمائی اور اس (یعنی بلعم باعور) نے محبوبانِ خدا سے عداوت (یعنی دشمنی) کی (تو وہ تباہ ہو گیا)۔"

(ملفوظات اعلی حضرت، صفحہ 366-367، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد شاہد حمید قادری

23 جمادی الاخری 1446ھ / 26 دسمبر 2024ء

200

اذان ثانی کے بعد مؤذن کا پہلی صف میں جانا

سوال: جمعہ کی دوسری اذان جو فناء مسجد میں دی گئی تو کیا مؤذن خطبہ کے بعد اقامت کے لئے صفیں کراس کر کے آگے جاسکتا ہے یا وہ بھی حدیث پاک میں بیان کردہ وعید میں آئے گا کہ جس نے جمعہ کے دن گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پُل بنایا؟ سائل: محمد زمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

اگر خطبہ شروع نہیں ہوا اور آگے جگہ ہے تو جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہو گیا ہو تو نہ جائے جہاں جگہ ملے وہیں نماز پڑھ لے۔

بہار شریعت میں ہے: "امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔"

(بہار شریعت، ج 1، حصہ 4، ص 768، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

محمد شاہد حمید قادری

26 شعبان 1446ھ / 25 فروری 2025ء